عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ
ختمِ نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۲۵ | ۱۷ تا ۲۳ / محرم الحرام ۱۴۲۷ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲ / فروری ۲۰۰۶ء | شمارہ: ۷

قیمت: ۷ روپے

توحید

قادیانی نظریات
حضرت مجدد الف ثانیؒ کی نظر میں

سیرت و اخلاق کی تعمیر

حضرت عمرؓ اور جرأت ایمانی

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatme-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ

آپ کے مسائل

کلمہ شہادت اور قادیانی:

س:...... آپ سے ایک مرتبہ ایک سائل نے سوال کیا تھا کہ کسی غیر مسلم کو مسلم بنانے کا کیا طریقہ ہے؟ آپ نے جواب میں فرمایا تھا کہ:

"غیر مسلم کو کلمہ شہادت پڑھادیجئے' مسلمان ہوجائے گا۔"

اگر مسلمان ہونے کے لئے صرف کلمہ شہادت پڑھ لینا کافی ہے تو پھر قادیانیوں کو باوجود کلمہ شہادت پڑھنے کے غیر مسلم کیسے قرار دیا جاسکتا ہے؟ ازراہ کرم اپنے جواب پر نظر ثانی فرمائیں۔ آپ نے تو اس جواب سے سارے کئے کرائے پر پانی پھیر دیا ہے۔ قادیانی اس جواب کو اپنی مسلمانی کے لئے بطور سند پیش کرکے سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کریں گے اور آپ کو بھی خدا کے حضور جوابدہ ہونا پڑے گا؟

ج:...... مسلمان ہونے کے لئے کلمہ شہادت پڑھنے کے ساتھ ساتھ خلاف اسلام مذاہب سے بیزار ہونا اور ان کو چھوڑنے کا عزم کرنا بھی شرط ہے۔ یہ شرط میں نے اس لئے نہیں لکھی تھی کہ جو شخص اسلام لانے کے لئے آئے گا' ظاہر ہے کہ وہ اپنے سابقہ عقائد کو چھوڑنے کا عزم لے کر ہی آئے گا۔ باقی قادیانی حضرات اس سے فائدہ نہیں اٹھاسکتے کیونکہ ان کے نزدیک کلمہ شہادت پڑھنے سے آدمی مسلمان نہیں ہوتا بلکہ مرزا صاحب کی پیروی کرنے اور ان کی بیعت کرنے میں شامل ہونے سے "مسلمان" ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ دنیا بھر کے مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے کہ خدا نے انہیں یہ الہام کیا ہے کہ:

"جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا' وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے۔" (تذکرہ طبع جدید ص ۳۳۶)

نیز مرزا قادیانی اپنا یہ الہام بھی سناتا ہے کہ:

"خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے۔" (مرزا کا خط بنام ڈاکٹر عبدالحکیم)

مرزا صاحب کے بڑے صاحبزادے مرزا محمود صاحب لکھتے ہیں:

"کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا' وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔" (آئینہ صداقت ص ۳۵)

مرزا صاحب کے منجھلے لڑکے مرزا بشیر احمد ایم اے لکھتے ہیں:

"ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا' یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا' یا محمد کو مانتا ہے مگر مسیح موعود (غلام احمد قادیانی) کو نہیں مانتا' وہ نہ صرف کافر' بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔" (کلمۃ الفصل ص ۱۱۰)

قادیانیوں سے کہئے کہ ذرا اس آئینے میں اپنا چہرہ دیکھ کر بات کیا کریں۔

☆☆............☆☆

ہفت روزہ
ختمِ نبوۃ

جلد: ۲۵ شمارہ: ۷ ۱۷ تا ۲۳/محرم الحرام ۱۴۲۷ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲/فروری ۲۰۰۶ء

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
شہید ختم نبوت مفتی محمد جمیل خانؒ

سرپرست

حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم
حضرت مولانا سید نفیس الحسینی صاحب دامت برکاتہم

مدیر اعلیٰ: مولانا عزیز الرحمن جالندھری
نائب مدیر اعلیٰ: مولانا محمد اکرم طوفانی
مدیر: مولانا اللہ وسایا

مجلس ادارت

- مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
- صاحبزادہ طارق محمود
- مولانا سعید احمد جلالپوری
- مولانا بشیر احمد
- علامہ احمد میاں حمادی
- مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی
- صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
- مولانا قاضی احسان احمد

سرکولیشن منیجر: محمد انور رانا
ٹائٹل وتزئین: محمد ارشد خرم
کمپوزنگ: محمد فیصل عرفان
قانونی مشیر: حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

زر تعاون بیرون ملک: امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۰ ڈالر۔
یورپ، افریقہ: ۷۰ ڈالر۔ سعودی عرب، متحدہ عرب امارات،
بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۰ امریکی ڈالر
زر تعاون اندرون ملک: فی شمارہ: ۷ روپے۔ ششماہی: ۱۷۵ روپے۔ سالانہ: ۳۵۰ روپے
چیک۔ ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت۔ اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور
اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں

اس شمارے میں

جانشین شیخ الاسلام مولانا اسعد مدنیؒ کی رحلت	(اداریہ)	4
حقیقت توحید	(مولانا بلال عبدالحی حسنی)	7
حضرت عمرؓ کی جرأت ایمانی	(پروفیسر سید احتشام احمد)	9
قادیانی نظریات .... حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں!	(مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ)	12
سیرت واخلاق کی تعمیر	(مولانا سید محمد رابع ندوی)	17
دعا کے آداب	(مولانا محمد ساجد حسن)	19
جب نور ظلمتوں پر غالب آ گیا	(مولانا شمس الحق)	21
خبروں پر ایک نظر		23

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری
طابع: سید شاہد حسین
مطبع: القادر پرنٹنگ پریس
مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی۔ فون: ۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat(Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road,Karachi.
Ph: 2780337 Fax: 2780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۴۵۱۴۱۲۲-۴۵۸۳۴۸۶ فیکس: ۴۵۴۲۲۷۷
Hazori Bagh Road, Multan
Ph: 4583486-4514122 Fax: 4542277

لندن آفس:
35,Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.k.
Ph: 0207-737-8199

اداریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہند میں سرمایۂ ملت کا نگہباں جاتا رہا!

جانشین شیخ الاسلامؒ حضرت مولانا اسعد مدنی کی رحلت

آل رسولؐ نسبت عثمانیؓ کے حامل' فقہ حنفی کے عظیم موید' مسلک دیوبند کے منادوترجمان' جمعیت علماء ہند کے امیر' آسمانِ تصوف وسلوک کے آفتاب عالم تاب' جانشین شیخ الاسلام' امیر الہند حضرت اقدس مولانا سیّد اسعد مدنی طویل علالت کے بعد ۶/فروری بروز پیر ہندوستان کے دارالحکومت نئی دہلی کے اپولو ہسپتال میں ہندوستان کے وقت کے مطابق شام چھ بجے رحلت فرما گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کی نماز جنازہ ۷/فروری بروز منگل بعد نماز فجر دارالعلوم دیوبند میں ادا کی گئی اور بعدازاں آپ کی تدفین عمل میں آئی۔ آپ کی عمراسی برس تھی۔ حضرت شیخ الاسلام مولانا سیّد حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے ان صاجزادگان میں سے' جو بقید حیات رہے' آپ سب سے بڑے تھے۔ آپ کے پسماندگان میں پانچ صاجزادے اور دو صاجزادیاں شامل ہیں۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ تقریباً دو ماہ سے کوما میں تھے۔ انتقال سے دس منٹ قبل حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو ہوش آیا تو مسلسل اسمِ ذات ''اللہ اللہ'' کا ذکر بالجہر یعنی بلند آواز کے ساتھ کرتے رہے حتّٰی کے جان جانِ آفریں کے سپرد کردی۔ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنے انتقال سے قبل بلند آواز سے تین مرتبہ ''اللہ اللہ'' فرمایا تھا اور بعدازاں انتقال فرمایا تھا' اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ چونکہ حضرت شیخ الہندؒ کی تحریک وجدوجہد کے آپ ہی وارث تھے' اسی لئے غیراختیاری طور پر انداز وفات میں بھی آپ کو حضرت شیخ الہند کا اتباع نصیب ہوا۔

آپ کی رحلت درحقیقت ایک عالَم کی موت ہے۔ آپ کی وفات ایک عظیم داعی' مدبر' مصلح' مرشد اور سیاست دان کی وفات ہے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اس سلسلۃ الذہب کی آخری کڑی اور اس عظیم جدوجہد کا حصہ تھے' جو ہندوستان میں اسلام کی بقا وترویج کے لئے کئی صدیوں سے جاری تھی' جس کا سلسلہ حضرت اقدس' فخرالمتکلمین مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ' حضرت اقدس' فخرالمحدثین مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ' حضرت اقدس' شیخ الہند مولانا محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت اقدس' شیخ الاسلام مولانا سیّد حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے ہوتا ہوا آپ تک پہنچا تھا۔ گویا دورِ حاضر میں اس جدوجہد میں آپ کی حیثیت اپنے ان تمام اکابر کی جانشین کی سی تھی' اور حق یہ ہے کہ آپ اپنے اکابر بالخصوص اپنے والد ماجد کے سچے جانشین تھے۔ آپ کی رحلت سے جہاں اصلاح وارشاد کی مسند سونی ہوگئی' وہاں ہندوستان کے مسلمانوں کا وہ عظیم سہارا بھی جاتا رہا' جس نے حضرت شیخ الاسلامؒ کے بعد انہیں سہارا دے رکھا تھا اور جس کے روپ میں وہ حضرت شیخ الاسلامؒ کو دیکھا کرتے تھے۔ بلاشبہ آپ کو ہندوستان میں وہ حیثیت حاصل تھی جو پاکستان میں امیر مرکزیہ خواجہ خواجگان حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم العالیہ یا محدث اعظم شیخ المشائخ حضرت اقدس مولانا محمد سرفراز خان صفدر دامت برکاتہم کو حاصل ہے۔ آپ ہندوستان میں اسلام اور مسلمانوں کا عظیم سہارا تھے۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے دارالعلوم دیوبند سے فراغت حاصل کی اور دارالعلوم دیوبند میں تدریس کے فرائض بھی انجام دیئے۔ جس سال امام اہل سنت حضرت اقدس مولانا محمد سرفراز خان صفدر دامت برکاتہم العالیہ نے دارالعلوم دیوبند سے فراغت حاصل کی' اس سال آپ درمیانی درجات کی کتب کی تعلیم حاصل کررہے تھے۔ آپ دارالعلوم دیوبند کی مجلس شوریٰ کے رکن بھی تھے۔

اسلام کی ترویج واشاعت‘ فقہ حنفی کی تقویت اور دارالعلوم دیوبند کے مسلک کو پھیلانے کے لئے آپ نے دنیا بھر میں بے شمار اسفار کئے۔ متعدد مرتبہ آپ پاکستان تشریف لائے۔ ڈیڑھ سو سالہ دارالعلوم خدمات دارالعلوم دیوبند کانفرنس میں بطور خاص شریک ہوئے۔

آپ نے دنیا بھر میں تحفظ ختم نبوت کی جدوجہد میں بھی بھرپور حصہ لیا اور اس سلسلے میں آپ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی بھی سرپرستی فرماتے رہے۔ جماعت کے زیر اہتمام برطانیہ کے شہر برمنگھم میں منعقد ہونے والی سالانہ ختم نبوت کانفرنس میں شرکت فرماتے اور اپنی تقریر کے ذریعہ عقیدۂ ختم نبوت اور سیرت نبویؐ کے موضوع پر روشنی ڈالتے۔ کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت کے ناظم حضرت مولانا قاری محمد عثمان منصور پوری صاحب آپ کے برادر نسبتی ہیں۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ‘ اپنے والد ماجد حضرت اقدس شیخ الاسلام مولانا سیّد حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھے اور ذکرواذکار اور اشغال باطنی کے حوالے سے حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کی زیر سرپرستی اصلاح اخلاق وحصول نسبت باطنی میں مصروف رہے۔ حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء نے حضرت مولانا اسعد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کو خلافت عطا فرما کر بیعت کی اجازت دی (روزنامہ ’’الجمعیۃ‘‘ دہلی ’’شیخ الاسلام نمبر‘‘ ص ۲۳۹)۔ حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ آپ کے واسطے سے بے حد پھیلا۔ آپ کے خلفاء ومریدین کی ایک بڑی تعداد دنیا کے مختلف ممالک میں موجود ہے۔ دارالعلوم دیوبند کے استاذ حدیث‘ حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کے منجھلے صاحبزادے اور آپ کے برادر اصغر حضرت مولانا سیّد ارشد مدنی دامت برکاتہم بھی آپ کے خلیفہ مجاز ہیں۔ تصوف وسلوک میں آپ کا مرتبہ اتنا بلند تھا کہ حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ ان حضرات کو جو حضرت شیخ الحدیثؒ سے وابستہ ہونا چاہتے‘ آپ کی طرف متوجہ فرماتے اور آپ سے بیعت ہونے کی ترغیب دیتے۔ ایک مرتبہ آپ نے کسی کو کوئی ہدیہ پیش کیا تو حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ نے اُن صاحب کو خط لکھا کہ: ’’مولانا اسعد صاحب کا ہدیہ بالواسطہ حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا ہدیہ ہے۔‘‘ یہ آپ کی عظیم منقبت ہے۔

جمعیت علماء ہند کے پلیٹ فارم سے آپ نے اسلام اور مسلمانوں کے تحفظ کے لئے وہ بے مثال خدمات انجام دیں جن کا دائرہ نصف صدی پر محیط ہے۔ بے لوثی اور بے غرضی کے ساتھ‘ دوست دشمن کی تفریق سے بالاتر ہو کر محض اسلام اور مسلمانوں کا ساتھ دینا آپ کو اپنے عظیم المرتبت والد سے ورثہ میں ملا تھا اور سچی بات یہ ہے کہ آپ نے اس عظیم ورثہ کا حق ادا کر دیا۔ آپ جمعیت علماء ہند کے سیکریٹری جنرل بھی رہے اور بعد ازاں جمعیت علماء ہند کے امیر مقرر ہوئے۔ اس مناسبت سے آپ کو ’’امیر الہند‘‘ کا لقب دیا گیا‘ جس کا آپ حقیقی مصداق تھے۔ آج کل آپ کے صاحبزادے حضرت مولانا محمود مدنی مدظلہ العالی جمعیت علماء ہند میں سرگرم عمل ہیں اور ہمیں امید ہے کہ وہ انشاء اللہ اپنے والد ماجد کے جانشین ثابت ہوں گے۔

سیاست گویا آپ کے گھر کی لونڈی تھی۔ آپ کے عظیم المرتبت والد اس میدان سیاست کے شہسوار تھے‘ ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے آپ نے بھی سیاست میں حصہ لیا‘ لیکن آپ کی سیاست ’’سیاست برائے سیاست‘‘ یا ’’سیاست برائے مفاد پرستی‘‘ نہ تھی‘ بلکہ اپنے اکابر کی طرز پر ’’سیاست برائے دین‘‘ تھی۔ آپ بھارتی پارلیمنٹ کے رکن بھی رہے اور تین بار لوک سبھا کے رکن منتخب ہوئے۔ اس میدان میں بھی آپ کی خدمات مثالی ہیں۔ اس حوالے سے بھی آپ کو بجا طور پر اسلام کے تحفظ کے لئے ایک عظیم ستون قرار دیا جاسکتا ہے۔

حضرت مرحوم انتہائی بلند پایہ اور بہترین مقرر تھے۔ آپ کی تقریر انتہائی مربوط‘ سہل اور عام فہم ہوتی‘ علماً اور عوام الناس اس سے یکساں مستفید ہوتے۔ آپ کی تقاریر سیرت نبویؐ کے تذکرے‘ ایمان کی دعوت‘ اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت وفرماں برداری‘ ابطال باطل‘ اسلام دشمن این جی اوز کی تردید اور علماء کرام اور عام مسلمانوں کو ان کی ذمہ داریوں کا احساس دلانے پر مشتمل ہوتیں۔

مہمان نوازی‘ تواضع وانکسار اور اخلاق وایثار میں بھی آپ اپنے والد ماجد حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کی جیتی جاگتی تصویر تھے‘ اور یہ خانوادۂ مدنی کا خاص وصف ہے‘ جس میں مشکل ہی سے کوئی ان کے پایہ کا ملے گا۔

شہید اسلام حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی نور اللہ مرقدہ سے آپ کو بے حد تعلق تھا۔ پاکستان اور برطانیہ میں حضرت مرحوم کی حضرت شہیدؒ سے سال بھر میں متعدد ملاقاتیں رہتیں۔ ایک موقع پر جب ختم نبوت کانفرنس برمنگھم کے انعقاد کے لئے حضرت شہیدؒ پورے برطانیہ کا طوفانی دورہ فرما رہے تھے' اسی دوران آپ کی حضرت مرحوم سے ملاقات ہوئی' تو حضرت شہیدؒ کے بے انتہا ضعف و پیرانہ سالی کے باوجود بے مثل جدوجہد اور مسلسل دوروں اور تقاریر کو دیکھتے ہوئے حضرت مولانا اسعد مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے تخلیہ میں حضرت شہیدؒ کے رفیق سفر' شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خان رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت شہیدؒ کے حوالے سے بزرگانہ فہمائش کی اور فرمایا کہ: ''ان کی حالت تو انتہائی خراب ہے' ان سے صرف کانفرنس کے موقع پر تقریر کروایئے۔''

حضرت مرحوم کی وفات کی خبر جنگل کی آگ کی طرح دنیا بھر میں پھیل گئی۔ یہ خبر ملتے ہی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مجلس شوریٰ کے رکن حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری مدظلہ العالی نے بھارت فون کر کے حضرت مرحوم کے برادر اصغر حضرت مولانا سیّد ارشد مدنی مدظلہ العالی سے اظہار تعزیت کیا۔ حضرت مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ کی قیادت میں جمعیت علماء اسلام پاکستان کا ایک پندرہ رکنی وفد خصوصی طیارے کے ذریعہ ۶/ اور ۷/ فروری کی درمیانی شب بھارت روانہ ہو گیا جو حضرت مرحوم کی آخری رسومات میں شرکت کے علاوہ آپ کے پسماندگان سے اظہار تعزیت بھی کرے گا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ' خواجہ خواجگان' شیخ المشائخ' حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم العالیہ' نائب امیر مرکزیہ سیّد الاولیاء' حضرت اقدس نفیس شاہ الحسینی دامت برکاتہم العالیہ' حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری دامت برکاتہم العالیہ' مولانا اللہ وسایا' مولانا محمد اکرم طوفانی' مولانا بشیر احمد' مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی اور دیگر زعماء و کارکنانِ جماعت کی جانب سے ادارہ جانشین شیخ الاسلامؒ حضرت اقدس مولانا اسعد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے اہل خانہ و دیگر پسماندگان بالخصوص حضرت اقدس مولانا سیّد ارشد مدنی مدظلہ العالی سے دلی تعزیت کرتا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی رضا کا پروانہ عطا فرمائے' ان کے درجات کو بلند عطا فرمائے' اعلیٰ علیین میں انہیں جگہ عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔ قارئین سے بھی دلی درخواست ہے کہ وہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے لئے ایصال ثواب اور دعائے بلندی درجات فرمائیں۔

حضرت مولانا احمد میاں حمادی کو صدمہ

سندھ کی معروف خانقاہ درگاہ عالیہ ہالیجی شریف کے بانی و سجادہ نشین حضرت اقدس مولانا حماد اللہ ہالیجویؒ کے پوتے و خلیفہ مجاز اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت صوبہ سندھ کے رہنما علامہ احمد میاں حمادی کے برادر اکبر حضرت علامہ حافظ محمد میاں حمادی اپنے آبائی گاؤں ہالیجی شریف پنوں عاقل میں رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کی عمر اسی سال تھی۔ مرحوم کے پسماندگان میں بیوہ' نو بیٹے اور سات بیٹیاں شامل ہیں۔

حضرت مولانا مرحوم نے سندھ میں دینی تعلیم کے قدیم ادارے جامعہ دار الہدیٰ سے علوم دینیہ کی تکمیل کی۔ طریقت میں اپنے جد بزرگوار سے مستفیض تھے۔ آپ ہالیجی شریف ہائی اسکول کے ہیڈ ماسٹر اور عربی کے استاد تھے۔ مرحوم نے اپنی پوری زندگی انتہائی سادگی کے ساتھ گزاری۔

تحفظ ختم نبوت کے کام کے ساتھ انہیں انتہائی گہری وابستگی تھی۔ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ سے ان کی گہری وابستگی کی وجہ سے ان کے صاحبزادے اور خاندان کے دیگر افراد کسی نہ کسی حوالے سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور اس کی جدوجہد سے وابستہ ہیں۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ' خواجہ خواجگان' شیخ المشائخ' حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم العالیہ' نائب امیر مرکزیہ سیّد الاولیاء' حضرت اقدس نفیس شاہ الحسینی دامت برکاتہم العالیہ' حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری دامت برکاتہم' مولانا اللہ وسایا' مولانا محمد اکرم طوفانی' مولانا بشیر احمد' مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی اور دیگر زعماء و کارکنانِ جماعت کی جانب سے ادارہ حضرت مولانا احمد میاں حمادی اور حضرت مولانا مرحوم کے اہل خانہ و دیگر پسماندگان سے دلی تعزیت کرتا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنی رضا عطا فرمائے' اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

حقیقتِ توحید

مولانا بلال عبدالحیٔ حسنی

''حضرت عمران بن حصینؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے والد حصین سے دریافت فرمایا: آج کل کتنے خداؤں کو پوجتے ہو؟ وہ کہنے لگے: سات کو' چھ زمین کے اور ایک آسمان والا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ: اپنی چاہت و رغبت کے لئے اور خوف و خطر کے وقت کس کا وظیفہ پڑھتے ہو؟ کہنے لگے: آسمان والے کا۔'' (ترمذی)

یہ ہر انسان کے دل کی آواز ہے' وہ بتوں کو پوجتا ہو' پتھروں اور درختوں کے آگے سر پٹکتا ہو' چاند' سورج اور ستاروں کے پرستش کرتا ہو' ہر طاقتور کے آگے سر جھکا دیتا ہو لیکن اگر وہ اپنے دل سے پوچھے تو صرف ایک صدا وہاں سے بلند ہوگی اور صرف ایک ہی ہستی کا نام اس کی زبان و دل سے جاری ہوگا' وہ بے ساختہ کہے گا کہ مدد کرنے والا تو وہی ہے جو آسمان پر ہے' کام تو اسی سے بنے گا۔

ایسے وقت میں جب اعضاء جواب دے جاتے ہیں' زبان گنگ ہو جاتی ہے' قویٰ ڈھیلے پڑ جاتے ہیں' مایوسی کے بادل چھانے لگتے ہیں اور آدمی کو کچھ سجھائی نہیں دیتا' تو وہ بے خود ہو کر اپنے خالق و مالک کی دہائی دیتا ہے۔

فرعون سے بڑا سرکش اور خدا کا باغی کون ہوگا؟ ''انا ربکم الاعلی'' کا نعرہ بلند کرنے والا' لیکن جب وہ سمندر کی لپیٹ میں آیا اور سمندر کے تھپیڑوں نے اُسے حواس باختہ کر دیا' تو کہنے لگا:

''آمنت برب هارون و موسی''

(میں موسیٰ و ہارون کے رب پر ایمان لایا' مگر وقت نکل چکا تھا)

ارشاد ربانی ہوا:

''الآن وقد عصیت من قبل وکنت من المفسدین''

(اب کیا ہوتا ہے' پہلے تو نافرمانی کرتا رہا اور بگاڑ پھیلانے والوں میں شامل رہا)۔

یہ توحید کی وہ چنگاری ہے' جو ہر انسان کے دل میں موجود ہے' ایک جگہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''کل مولود یولد علی الفطرة''

ہر پیدا ہونے والا بچہ فطرت سلیمہ پر پیدا ہوتا ہے' اس کے والدین اس کو یہودی بنا دیتے ہیں' اس کو نصرانی بنا دیتے ہیں یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔

اسلام نے اس چنگاری کو ایک ایسا شعلہ بنا دیا جس نے غیر اللہ کی عبادت کے تصور کو خس و خاشاک کی طرح جلا کر خاک کر دیا' ایک مومن غلطی کر سکتا ہے' لیکن کفر و شرک نہیں کر سکتا۔

ایک حدیث میں حلاوتِ ایمان کو حاصل کرنے کا نسخہ بیان کیا گیا ہے' اس میں سب سے پہلی شرط یہی بیان کی گئی ہے کہ جس طرح آگ میں ڈالے جانے کے تصور سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں' اسی طرح کفر و شرک اختیار کرنے سے رونگٹے کھڑے ہو جائیں' لرزہ طاری ہو جائے۔

اسلام کی بنیاد عقیدۂ توحید پر ہے' اگر اس میں فتور پیدا ہو گیا' تو کوئی بڑے سے بڑا عمل بھی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول نہیں' اللہ کی ذات غنی ہے' سب سے زیادہ اس کو شرک سے غیرت آتی ہے۔

ایک حدیث میں وارد ہے کہ:

''انا اغنی الشرکاء عن الشرک''

کوئی شرکت سے ایسا بے نیاز نہیں جیسا میں (یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ) ہوں' جو میرے ساتھ شریک کرتا ہے' تو میں اس کو بے یارو مددگار چھوڑ دیتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعلان ہوتا ہے کہ تم سب بے راہ تھے' جس کو میں نے راہ دکھائی' وہ ہدایت پر آیا' تم سب ننگے بھوکے تھے' جس کو

میں نے پہنایا کھلایا' اس کو کپڑا اور روزی میسر آئی' بس مجھ سے ہدایت مانگو میں ہدایت دوں گا' مجھ سے روزی طلب کرو' میں روزی دوں گا۔

غور کرنے کی بات ہے کہ احکم الحاکمین کے دربار سے ہر ایک پا رہا ہے' سرخرو ہو رہا ہے' وہاں کسی چیز کی کوئی کمی نہیں' کسی واسطے کی ضرورت نہیں' رب ہے اور اس کا بندہ' جو چاہے مانگے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''آپ سے میرے بندے میری بابت پوچھیں تو کہہ دیجئے کہ میں قریب ہی ہوں' ہر پکارنے والے کی پکار سنتا ہوں' پس وہ مجھ ہی سے مانگیں اور مجھ پر ایمان لائیں۔''

دینے والا دے رہا ہے' دن و رات اس کی نعمتیں بندوں پر برس رہی ہیں' اس کے خزانہ میں کوئی کمی نہیں' پھر دوسرے دربار کا رخ کیا جائے' دوسرے کے سامنے ہاتھ پھیلائے جائیں' دوسرے کی دہائی دی جائے' اس سے بڑھ کر اس احکم الحاکمین کو ناراض کرنے والی بات اور کون سی ہو سکتی ہے؟

اس کی بہترین مثال کسی عارف نے بیان کی' بادشاہ کا دربار لگا ہوا ہے' باریابی کا اذن عام ہے' ہر ایک نوازا جا رہا ہے' ایسے میں کوئی شخص اس کو چھوڑ کر کسی معذور اپاہج کے پاس جا کر مانگنے لگے تو اس کے بارے میں کیا تصور قائم کیا جا سکتا ہے؟

دنیا کی قومیں بھٹکتی چلی گئیں' اسباب کو انہوں نے اصل کا درجہ دے دیا' نبی کو خدا کا بیٹا کہنے لگے' بزرگوں اور پروہتوں کو خدا کا درجہ دینے لگے' ہر ما تحت کے آگے سر جھکانے لگے' صحیح زندگی اور حقیقی بندگی کا سرا ان کے ہاتھوں سے چھوٹ گیا' قرآن مجید نے اس کی بہترین تصویر کشی کی ہے:

''یا اس کی مثال ایسی تاریکیوں کی طرح ہے' جو سمندر کی تہہ میں ہوں' جس کو ایک موج نے چھپا رکھا ہے' اس کے اوپر دوسری موج ہے اور اس کے اوپر بادلوں کا سایہ ہے تاریکیوں کے پرے کے پرے ہیں ہاتھ نکالے تو بھائی نہ دے اور جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے روشنی نہیں رکھی تو اس کے لئے روشنی کہاں۔''

اللہ تعالیٰ نے اہل اسلام کو توحید کی روشنی عطا فرمائی ہے' اس روشنی میں زندگی کا سفر بامراد ہے' منزل مسافر کی منتظر ہے' اگر توحید کی لو دھیمی پڑ گئی تو ہزار ٹھوکروں کا ڈر ہے۔

ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ پر لعنت کرے! اپنے انبیاؑ کی قبروں کو انہوں نے سجدہ گاہ بنا لیا ہے۔''

آج ہماری حس بھی توحید کے بارے میں کمزور ہو گئی' قبروں پر وہ سب کچھ ہونے لگا جو دوسری قوموں کا شعار تھا' اگر آج مشرکین مکہ آ کر یہ دعویٰ کریں کہ ہمیں کیوں جلا وطن کیا گیا؟ کس جرم کی پاداش میں ہم کو اپنی جانوں سے ہاتھ دھونا پڑے؟ آخر ہم میں اور تم میں کیا فرق باقی رہا؟ ہم بت کے سامنے سجدہ کرتے تھے' تم قبر کے آگے سجدہ کرتے ہو' ہم بتوں کے آگے ہاتھ پھیلاتے تھے' تم مٹی کے ڈھیر کو حاجت روا سمجھتے ہو' تو ہمارے سامنے اس کا کیا جواب ہوگا؟ مسلمانوں کے لئے لمحہ فکریہ ہے کہ اصل پونجی ان کے ہاتھ سے جا رہی ہے' اگر توحید کا عقیدہ مسلمانوں میں کمزور پڑتا گیا تو پھر کیا امتیاز باقی رہ جائے گا؟

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں صاف فرما دیا ہے:

''الا لہ الخلق والامر''

(خبردار ہو جاؤ اور اچھی طرح سن لو اسی کا کام ہے پیدا کرنا اور اسی کا کام ہے نظام چلانا)

یہ ہمارا عقیدہ ہونا چاہئے کہ دنیا کا کل نظام اسی کے ہاتھ میں ہے' نہ کوئی پتا اڑ سکتا ہے اور نہ کوئی ذرہ اپنی جگہ سے ہٹ سکتا ہے' جب تک کہ اللہ تعالیٰ کا حکم نہ ہو' روزی دینے والا' اولاد دینے والا اور اچھی بری تقدیر کا بنانے والا صرف وہی ہے' اس کا کوئی شریک نہیں۔

ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اسی وقت نصیب ہو سکے گی' جب ہمارا عقیدۂ توحید مضبوط ہو' اللہ سے ہمارا رشتہ جڑا ہوا ہو۔

بخاری شریف میں روایت منقول ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذؓ کو خطاب کر کے فرمایا: جانتے ہو بندوں پر اللہ کا کیا حق ہے؟ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ زیادہ واقف ہیں' آپؐ نے فرمایا کہ: بندوں پر اللہ تعالیٰ کا حق یہ ہے کہ: بندے صرف اسی کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کچھ بھی شریک نہ کریں' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: معلوم ہے کہ اللہ پر بندوں کا کیا حق ہے؟ جواباً حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے وہی بات دہرائی کہ: اللہ اور اس کے رسولؐ زیادہ واقف ہیں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے یہ حق اپنے ذمہ کر لیا ہے کہ ایسے بندوں کو عذاب میں نہ ڈالے۔

☆☆......☆☆

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی جرأت ایمانی

پروفیسر سید احتشام احمد

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تاریخ اسلام میں عظمت فکر و نظر اور عملی زندگی کے بلند مینارے قائم کردیئے ہیں۔ ان کا اسلام لانا ایک انقلاب پیدا کرتا ہے' وہ صاف کہہ دیتے ہیں اور اعلان کردیتے ہیں کہ اب اسلام کو چھپانے اور کمزور سمجھنے کا وقت چلا گیا' اب ضرورت ہے کہ اسلام کی قوت کا مظاہرہ برسرعام کیا جائے اور کفار مکہ کو بتادیا جائے کہ اسلام میں اتنی طاقت ہے کہ مسلمان کعبہ میں آکر باجماعت نماز پڑھنے پر قادر ہیں' چنانچہ حضرت عمرؓ اور حضرت حمزہؓ کے اصرار پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی راضی ہوگئے اور مسلمان دو صفوں میں بٹ گئے' ایک صف کی قیادت حضرت حمزہؓ کررہے تھے اور دوسری صف کی قیادت حضرت عمرؓ کررہے تھے' یہ دونوں اسلام کے شیر تھے اور قریش کے عظیم طاقتور اور شیردل لوگوں میں ان کا شمار تھا' ان کے اسلام لانے کے بعد مسلمانوں کو طاقت محسوس ہوئی' قریش کے معاشرہ میں دو عظیم بہادروں کا اسلام میں داخل ہونا ایک انقلاب تھا' حضرت عمرؓ نے صاف اعلان کردیا کہ جس کو مزاحمت کرنی ہو' وہ نکل آئے اور دو دو ہاتھ کرلے' مگر سارا مکہ خاموش رہا' کفار اپنی آنکھوں سے نماز کا پُر تاثیر منظر دیکھتے رہے' مسلمان دو صفوں میں کعبہ پہنچے' قریش کے سرداروں کے سامنے کعبہ کے صحن میں نماز ادا کی' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی' حضرت عمرؓ اور حضرت حمزہؓ کی شجاعت کے آگے کسی کی ایک نہ چلی' وجہ صرف یہ تھی کہ حضرت عمرؓ کی جرأت ایمانی یہ پسند نہیں کرتی تھی کہ اسلام کو چھپایا جائے اور نماز چھپ کر پڑھی جائے' اب تک مسلمان نماز چھپ کر پڑھتے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی غرض سے حضرت ارقمؓ کا مکان دارالاسلام بنادیا تھا' سارے مسلمان وہاں جمع ہوتے' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت میں نماز ادا کرتے' قرآن پڑھتے' دین کو سیکھتے اور مکان کا دروازہ اندر سے بند ہوتا' اب جب کہ حضرت عمرؓ ایمان لے آئے تو ان کی جرأت ایمانی نے پہلی بار سارے مسلمانوں کو جمع کرکے برسرعام کعبہ کے اندر قریش کی موجودگی میں نماز ادا کی اور ایمان کا اعلان کردیا' یہ جرأت ایمانی ان کی پوری زندگی میں روز روشن کی طرح عیاں ہے۔

جب حضرت عمرؓ نے ہجرت کی تو چالیس آدمیوں کو ساتھ لیا اور اعلان کردیا کہ جس کو اپنے بچوں کو یتیم بنانا ہو اور اپنی بیوی کو بیوہ کرنا ہو' وہ آکر میرا مقابلہ کرے' کسی کو جرأت نہ ہوئی اور حضرت عمرؓ نے پوری شان سے اپنا سامان لے کر ہجرت کی اور کفار دم بخود رہ گئے۔

ایک مسلمان اور ایک یہودی کا مدینہ میں جھگڑا ہوا' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس یہودی اپنا قضیہ لایا' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودی کی حمایت میں فیصلہ کردیا' مسلمان اس پر راضی نہ ہوا اور وہ اپنا قضیہ حضرت عمرؓ کے پاس لے گیا' حضرت عمرؓ نے اس مسلمان سے فرمایا: کیا واقعی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر فیصلہ کردیا ہے؟ مسلمان نے کہا کہ ہاں' حضرت عمرؓ نے فرمایا: تو پھر ذرا انتظار کرو' میں آتا ہوں' حضرت عمرؓ گھر کے اندر گئے' اپنی تلوار لائے اور اس مسلمان سے فرمایا کہ: تو' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے پر راضی نہیں ہے اور میرا فیصلہ چاہتا ہے' میرا فیصلہ یہی تلوار ہے' حضرت عمرؓ نے اس کی گردن قلم کردی' ان کی جرأت ایمانی یہ برداشت نہ کرسکی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے پر کوئی دوسرا فیصلہ کرے' یہ مسلمان کی شان نہیں ہے۔ حضرت عمرؓ کی جرأت ایمانی نے مجبور کیا کہ وہ اس مسلمان کا سر قلم کردیں۔

حضرت عمرؓ کی جرأت ایمانی کے عظیم واقعات سے تاریخ اسلامی کے واقعات روشن ہیں' مختلف مواقع پر وہ شدت ایمان اور یقین محکم کا پیام دیتے ہیں' وہ دبنا نہیں جانتے' وہ کھل کر سامنے آتے ہیں اور ایمان کی طاقت سے اپنے مافی الضمیر کا اعلان کردیتے ہیں' چنانچہ غزوہ بنی مصطلق میں دو آدمیوں کے درمیان پانی کے بارے میں جھگڑا ہوا' جہنی نے انصار کو پکارا اور مہاجر نے مہاجرین کو پکارا مدد کے لئے' اس پر عبداللہ بن سلول منافق جو اپنی دادی کے نام پر ابن سلول کہلاتا ہے' وہ اس موقع پر موجود تھا اور منافقوں کا سردار تھا' اس نے انصار کی طرف دیکھا

اور بولا: یہ تم لوگوں کی حرکت ہے‘ تم ان مسلمانوں کو مکہ سے لے آئے‘ ان کو اپنا مال سپرد کردیا اور ان پر خرچ کرتے ہو‘ اگر تم ہاتھ روک لو تو یہ سب بھاگ جائیں گے اور کہیں اور جا کر بسیں گے‘ اب میں دیکھتا ہوں کہ مدینہ میں واپسی کے بعد عزت والے ذلت والوں کو اس سے نکال دیں گے‘ اس موقع پر ایک نوجوان ارقم موجود تھا جو انصاری تھا‘ اس نے سارا واقعہ جا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں من و عن پیش کردیا‘ عبداللہ بن سلول منافق کو معلوم ہوا تو وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور قسم کھا کر کہا کہ میں نے ایسا نہیں کہا ہے‘ حالانکہ اس نے کہا تھا‘ کچھ ہی دیر بعد آسمان سے وحی نازل ہوئی اور پوری سورۂ منافقین اتری جو تاقیامت اس واقعہ کا دستاویزی ثبوت ہے‘ اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سوچا کہ کیا کریں‘ حضرت عمرؓ کی جرأت ایمانی جوش میں آ گئی‘ ان کا خون کھول گیا‘ اور فرمایا کہ یارسول اللہ! حکم دیجئے! میں اس کا سر ابھی قلم کئے دیتا ہوں‘ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: نہیں عمرؓ لوگ کیا کہیں گے؟ وہ اپنی مجلسوں میں باتیں کریں گے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھیوں کو قتل کرتے ہیں‘ یہ معاملہ اسلام کی تاریخ میں نہایت نازک تھا‘ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ابن سلول کو قتل کرادیتے تو اسلام کی خیریت نہیں تھی‘ اس لئے کہ خزرج کے قبائلی جذبات بھڑک اٹھتے اور قبائل میں عصبیت ایسی زبردست طاقت تھی‘ جس کا مقابلہ صرف اسلام ہی کرسکتا تھا اور اس نے کیا‘ عبداللہ بن سلول یثرب کا بادشاہ مان لیا گیا تھا‘ اس کے تاج کے لئے موتی خرید لئے گئے تھے کہ اسی دوران حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینے پہنچ گئے‘ ابن سلول سمجھتا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بادشاہت چھین لی‘ اس بنا پر بڑے بڑے انصار حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہتے تھے: یارسول اللہ! اس شخص کے ساتھ محبت اور مہربانی برتئے‘ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی تادم آخر اس کے ساتھ مہربانی برتی جس کا ذکر بعد میں کیا جائے گا۔

عبداللہ بن سلول کو معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم‘ ابن سلول کو قتل کرنا چاہتے ہیں‘ باپ بیٹے دونوں کا نام عبداللہ تھا‘ بیٹے عبداللہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا: یارسول اللہ! میں نے سنا ہے کہ آپ ابن سلول کو قتل کرانا چاہتے ہیں‘ آپ مجھے حکم دیجئے! میں ان کا سر اتار کر آپ کی خدمت میں پیش کردیتا ہوں‘ خوب یاد رہے کہ یہ بیٹا نہایت مخلص مسلمان تھا‘ لیکن اس کا باپ سب سے بڑا منافق تھا اور اس کی بیٹی جمیلہ بھی نہایت مخلص مسلمان تھی‘ اور اس کا داماد تو نہایت مخلص مسلمان تھا اور تاریخ میں ان کا نام حنظلہ غسیل ملائکہ تھا‘ حضرت عبداللہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں اپنے باپ کا نہایت فرمانبردار بیٹا ہوں‘ میں برداشت نہیں کرسکتا کہ کوئی شخص میرے باپ کو قتل کرکے مدینے میں چلتا پھرتا رہے‘ میں اس کو قتل کردوں گا‘ لہٰذا آپ مجھے حکم دیجئے! میں اپنے باپ کا سر اتار کر خدمت میں پیش کردیتا ہوں‘ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: نہیں‘ جب تک عبداللہ بن سلول میرے ساتھ ہیں‘ میں ان کی عزت کروں گا‘ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا‘ جب ابن سلول پر موت کا حملہ ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کا پیرہن مانگا کفن کے لئے‘ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر دے دی‘ ابن سلول نے چادر واپس کردی اور بولا: حضورؐ! مجھے وہ جبہ عنایت فرمائیں جو آپ کے جسم کو چھوتا ہے‘ حضورؐ نے اپنا جبہ عنایت فرمادیا‘ اسی میں اس کی تکفین کی گئی۔ کہتے ہیں کہ اس واقعہ سے اس دن ایک ہزار منافق ایمان لے آئے اور دل سے اسلام قبول کرلیا‘ جب انہوں نے دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ان کا سردار اتنا یقین رکھتا ہے کہ آپؐ کے جسم کو چھونے والا جبہ برکت کے لئے طلب کرتا ہے۔

اب عبداللہ بن سلول کا جنازہ لایا گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھانے کھڑے ہوئے‘ حضرت عمرؓ کی غیرت ایمانی پھر جوش میں آئی اور عرض کیا کہ: یارسول اللہ! اس شخص نے فلاں موقع پر یہ کیا‘ فلاں موقع پر اسلام کے خلاف یہ‘ یہ کام کئے‘ جنگ احد میں تین سو منافقوں کے ساتھ الگ ہوگیا‘ اور آپؐ اس کی نماز جنازہ پڑھائیں گے؟ حضرت عمرؓ کی جرأت ایمانی کا یہ عالم ہوا کہ آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پکڑ لیا تاکہ آپؐ اس کی نماز نہ پڑھائیں‘ مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ مجھے چھوڑ دو میں نماز پڑھاؤں گا‘ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی‘ نماز کے بعد دعا مانگی اور اس کی مغفرت کی دعا فرمائی‘ مگر اس کے معاً بعد آیت حضرت عمرؓ کی موافقت میں نازل ہوئی کہ اے رسول! اب کسی منافق کی نماز جنازہ نہ پڑھئے:

”اے نبی! منافقوں میں سے اگر کوئی مرجائے تو اس کے جنازہ کی نماز بھی نہ پڑھئے اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہوکر دعائے مغفرت کیجئے‘ اس لئے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسولؐ کے ساتھ کفر کیا ہے اور وہ اس حال میں مرے ہیں کہ فاسق و نافرمان تھے۔“ (التوبہ:۸۴)

اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی منافق کی نماز جنازہ نہیں پڑھائی‘ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حذیفہؓ کو تمام منافقین کے نام بتادیئے تھے

چنانچہ حضرت عمرؓ اس شخص کی نماز جنازہ میں شرکت نہ فرماتے جس میں حضرت حذیفہؓ شریک نہ ہوتے۔

حضرت عمرؓ کی غیرتِ ایمانی اور شدتِ تقویٰ کی گواہی خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے' واقعہ یہ پیش آیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس عورتیں جمع تھیں اور آپؐ سے اپنی باتیں معلوم کررہی تھیں کہ اتنے میں حضرت عمرؓ آگئے' سب عورتیں ڈر کے مارے ادھر ادھر چھپ گئیں' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عمرؓ جدھر جاتے ہیں' شیطان اس راستہ کو چھوڑ کر بھاگ لیتا ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اے عورتو! تم کیسی ہو کہ اللہ کے رسولؐ سے نہیں ڈرتی ہو اور مجھ سے ڈرتی ہو۔

حضرت عمرؓ کی جرأتِ ایمانی کا اصل موقع صلح حدیبیہ کے موقع پر پیش آیا' ایک طرف اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم اور دوسری طرف حضرت عمرؓ کی جرأت و غیرتِ ایمانی کی آزمائش' بھلا حضرت عمرؓ دب کر صلح کرنے والے کب تھے؟ مگر جب اللہ کے رسول کا حکم ہوگیا تو حکم کو مان لیا' مگر غیرت خاموش نہ رہ سکی' جاکر خود شمع نبوت کے سامنے حاضر ہوئے اور بولے کہ: کیا آپ اللہ کے رسول نہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک میں اللہ کا رسول ہوں۔ عرض کیا: یہ قریش والے کفار نہیں؟ فرمایا کہ: ہاں یہ سب کفار ہیں' عرض کیا کہ: پھر ہم دب کر کیوں صلح کریں اور ہم کیوں ضعف دکھائیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: یہ دب کر صلح نہیں ہے بلکہ یہ اسلام کی فتح ہے' حضرت عمرؓ کی جرأت و غیرت بڑھی رہی' وہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس پہنچے اور ان سے بھی یہی باتیں کہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی تھیں' انہوں نے کہا کہ: اللہ اور اس کے رسول کا فیصلہ ہی ٹھیک ہے' بہرحال یہ حضرت عمرؓ کی انتہائی غیرتِ ایمانی تھی جس پر وہ صبر نہیں کرسکے' محسوس تو مسلمان بھی کررہے تھے کہ فیصلہ دب کر ہوا ہے کہ اگر کوئی کافر' مسلمان ہوکر مدینہ آجائے تو وہ واپس کردیا جائے گا اور اگر کوئی شخص مرتد بن کر مکہ جائے تو واپس نہ کیا جائے گا' اسی پر عمل ہوا' سارے صحابہ کرامؓ پریشان تھے' حتیٰ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ مسلمان سر منڈائیں اور قربانی کریں' لیکن اس پر عمل درآمد نہیں ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑا دکھ ہوا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جاکر حضرت ام سلمہؓ سے شکایت کی' حضرت ام سلمہؓ نے عرض کیا کہ: یا رسول اللہ! مسلمان اس وقت پریشان ہیں' آپ باہر نکلئے' خود سر منڈائیے اور قربانی کیجئے' سب آپ کا اتباع کریں گے' چنانچہ ایسا ہی ہوا اور حضرت ام المومنینؓ کا مشورہ صحیح ثابت ہوا۔ اس پس منظر میں حضرت عمرؓ کی غیرتِ ایمانی کو آزمائش سے گزرنا پڑا۔ اس کے بعد سورۂ فتح نازل ہوئی اور اس صلح کو اللہ نے "فتح مبین" قرار دیا اور تاریخ نے ثابت کردیا کہ یہ فتح دب کر نہیں ہوئی' بلکہ اسلام کی فتح تھی۔

حضرت ابوجندلؓ نے اپنا گروہ بناکر مکہ والوں کے قافلوں کو لوٹنا شروع کردیا' جس کے باعث خود مکہ والوں نے درخواست کی کہ اس شرط کو ساقط کردیا جائے' چنانچہ اس شرط کو ساقط کردیا گیا' اس وقت ان تمام لوگوں نے سمجھ لیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شرط کو قبول کرکے کتنی بڑی دانشمندی کی' اس کے ذریعہ مکہ والے خوش ہوگئے کہ انہوں نے پالا مارلیا مگر وہ بھول گئے کہ مسلمانوں سے حالتِ امن میں ملنے جلنے سے اسلام کی خوبیاں پھیل جائیں گی اور وہی ہوا۔ چند برس میں اسلام پورے جزیرۃ العرب میں پھیل گیا' یہ صلح حدیبیہ کا فیض تھا۔

حضرت عمرؓ کی شدت احساس ایمانی اور غیرت ایمانی نے جو کچھ ردعمل کیا' اس کا افسوس ان کو تاحیات رہا' وہ صدقہ کرتے' توبہ کرتے' غلام آزاد کرتے کہ اللہ تعالیٰ ان کے ان سخت الفاظ کو معاف کردے جو صلح حدیبیہ کے بارے میں انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہے' مگر ان کی نیت خالص تھی' سارے صحابہ کرامؓ کا احساس بھی یہی تھا' صرف حضرت عمرؓ نے اظہار کردیا تھا' باقی لوگ اپنے احساس کو دبائے رہے' حضرت عمرؓ اپنی اعلیٰ اسلامی حس اور شدت ایمانی کے باعث اپنے ضمیر کو دبانے پر قابو نہ پاسکے' مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی برا نہ مانا' ایک طرف محبت کی نظر' دوسری طرف شدت ایمان وایقان اور شدت اطاعت وفرمانبرداری' حضرت عمرؓ نے ایک لفظ بھی گستاخی اور گرمی کا منہ سے نہ نکالا' صرف اتنا فرمایا کہ جب آپؐ رسول برحق ہیں تو ہم دب کر صلح کیوں کریں؟ مگر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس صلح کو فتح قرار دیا اور اللہ تعالیٰ نے خود قرآن میں سورۂ فتح نازل کردی تو حضرت عمرؓ نے توبہ کی اور صدقہ و خیرات اور بہت کچھ راہ خدا میں خرچ کیا' یہ سب ان کے اندر زبردست ایمانی طاقت کا غماز ہے' دین پر شدت اور غیرت کا احساس تو ان کو بھی تھا' جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ: عمرؓ! تم قریش کے پاس جاکر میرا پیغام پہنچاؤ' تو انہوں نے کہا: یا رسول اللہ! آپ جانتے ہیں کہ قریش میری شدت سے واقف ہیں' اگر آپ عثمانؓ کو بھیج دیں تو وہ یہ سفارت عمدہ کرسکیں گے' اس لئے کہ ان کا قبیلہ طاقتور ہے' چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمانؓ کو روانہ کردیا اور وہ اپنی سفارت میں کامیاب رہے' بیعت رضوان اسی سفارت کا نتیجہ ہے' الغرض حضرت عمرؓ کی شدت ایمانی محمود تھی اور وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے تابع تھی۔

☆☆.........☆☆

قادیانی نظریات

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

اپنے نظریات کی ترویج کے لئے قادیانی حضرات، امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کا نام پیش کیا کرتے ہیں۔ آج کی صحبت میں ہم حضرت امام ربانی رحمہ اللہ کے چند جواہر پارے، قادیانی صاحبان کی نذر کرتے ہیں، دعا ہے کہ یہ ان کے لئے سرمہ چشم بصیرت ثابت ہوں اور وہ ان کی روشنی میں اپنے عقائد و نظریات کی اصلاح کرلیں۔ واللہ الموفق لکل خیر و سعادۃ!

علاماتِ قیامت:

چونکہ قادیانی عقائد "علاماتِ قیامت" سے گہرا تعلق رکھتے ہیں، اس لئے تمہید کے طور پر پہلے علاماتِ قیامت کے بارے میں اسلامی عقیدہ حضرت امام ربانی رحمہ اللہ سے سنئے! فرماتے ہیں:

"علاماتِ قیامت کہ مخبرصادق علیہ وعلیٰ آلہ الصلوات والتسلیمات ازاں خبر دادہ است حق است احتمال تخلف ندارد۔

مثل طلوع آفتاب از جانب مغرب برخلاف عادت و ظہور حضرت مہدی علیہ الرضوان ونزول حضرت روح اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام و خروج دجال وظہور یاجوج و ماجوج وخروج دابۃ الارض و دخانے کہ از آسمان پیدا شود تمام مردم را فرو گیرد و عذاب دردناک کند مردم از اضطراب گویند اے پروردگار ایں عذاب را از ما دور کن کہ ما ایمان مے آریم، و آخر علامت آتش ست کہ از عدن برخیزد۔"

ترجمہ:...... "علاماتِ قیامت، جن کی مخبر صادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی ہے، حق ہیں، تخلف کا احتمال نہیں رکھتیں۔

مثلاً: آفتاب کا خلاف عادت مغرب کی جانب سے طلوع ہونا، حضرت مہدی علیہ الرضوان کا ظاہر ہونا، حضرت عیسیٰ روح اللہ (علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام) کا آسمان سے نازل ہونا، دجال کا نکلنا، یاجوج و ماجوج کا ظاہر ہونا، دابۃ الارض کا نکلنا' اور وہ دھواں جو آسمان سے پیدا ہوگا' تمام لوگوں کو گھیر لے گا، اور سخت مصیبت برپا کردے گا، لوگ بے چین ہوکر دعا کریں گے کہ: اے اللہ! یہ عذاب ہم سے ہٹالے، ہم ایمان لاتے ہیں، اور آخری علامت وہ آگ ہے' جو عدن سے نکلے گی۔"

علاماتِ مہدیؓ:

امام مہدیؓ کون ہیں؟ ان کی علامات و صفات کیا ہیں؟ ان کے زمانہ کے سیاسی و معاشی حالات کیا ہوں گے؟ وہ کیا کارنامے انجام دیں گے؟ کتنی مدت تک رہیں گے؟ ان کا مولد و مدفن کہاں ہوگا؟ یہ تمام امور احادیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمادیئے ہیں، حضرت مجددؒ، فرقہ مہدویہ (جو سید محمد جونپوری کو امام مہدی مانتا تھا) کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"جماعہ از نادانی گمان کنند شخصے را کہ دعویٰ مہدویت نمودہ بود از اہل ہند مہدی موعود بودہ است، پس بزعم ایشان مہدی گزشتہ وفوت شدہ، نشان میدہند کہ قبرش در فرہ است، در احادیث صحاح کہ بحد شہرت بلکہ بحد تواتر معنی رسیدہ است تکذیب ایں طائفہ است، چہ آنسرور علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام مہدی را علامات فرمودہ است در احادیث کہ در حق آں شخص کہ معتقد ایشانست آں علامات مفقود اند۔"

ترجمہ:...... "ایک گروہ نادانی سے ایک ایسے شخص کے بارے میں، جس نے ہندوستان میں مہدویت کا دعویٰ کیا تھا، یہ گمان کرتا ہے کہ وہ مہدی موعود تھا، پس

ان لوگوں کے خیال میں مہدی گزر چکا اور فوت ہو چکا ہے، اور بتاتے ہیں کہ اس کی قبر ''فرہ'' (آپ اس جگہ ''قادیان'' سمجھ لیجئے) میں ہے۔ صحیح احادیث سے جو شہرت بلکہ تواتر معنوی کی حد کو پہنچی ہوئی ہیں، اس گروہ کی تکذیب ہوتی ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے احادیث میں مہدی کی مخصوص علامات بیان فرمائی ہیں، اور یہ لوگ جس شخص کو مہدی سمجھتے ہیں اس میں یہ علامات مفقود ہیں۔''

اس سلسلہ میں امام مہدیؑ کی علامات کے بارے میں چند احادیث ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

''بنظر انصاف باید دید کہ ایں علامات درآں شخص میت بودہ است یا نہ و علامات دیگر بسیار است کہ مخبر صادق فرمودہ است علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام۔ شیخ ابن حجرؒ رسالہ نوشتہ است در علامات مہدی منتظر کہ بہ دویست علامت میکشد۔ نہایت جہل است کہ باوجود وضوح امر مہدی موعود جمعے در ضلالت مانند۔ ھداھم اللہ سبحانہ سواء الصراط۔'' (دفتر دوم مکتوب:۶۷)

ترجمہ:...... ''بنظر انصاف دیکھنا چاہئے کہ یہ علامات اس مرے ہوئے شخص میں موجود تھیں یا نہیں؟ ان کے علاوہ اور بہت سی علامات مخبر صادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمائی ہیں۔ شیخ ابن حجرؒ نے مہدی منتظر کی علامات میں ایک رسالہ تحریر کیا ہے، جس میں تقریباً دو سو علامات جمع کردی ہیں۔ انتہائی جہالت ہے کہ مہدی موعود کا معاملہ اس قدر واضح ہونے کے باوجود ایک جماعت وادیٔ ضلالت میں بھٹک رہی ہے، اللہ تعالیٰ انہیں صراطِ مستقیم کی ہدایت نصیب فرمائے۔''

حضرت مجدد رحمہ اللہ کی اپیل پر توجہ کرتے ہوئے مرزائی صاحبان بنظر انصاف تین باتوں پر غور فرمائیں:

اوّل:...... امام مہدیؑ کی تقریباً دو صد علامات میں سے کیا ایک علامت بھی ''قادیانی مہدی'' میں پائی گئی؟

دوم:......امام مہدیؑ سے متعلقہ احادیث کو حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ ''متواتر'' فرماتے ہیں، اور مرزا صاحب سب کو ضعیف، موضوع اور غلط بتاتے ہیں۔ مرزا صاحب کے انکار کا سبب کہیں یہ تو نہیں تھا کہ چونکہ ان پر کوئی حدیث بھی صادق نہیں آتی تھی، اس لئے انہوں نے متواتر احادیث کا انکار کردینے میں ہی خیریت سمجھی؟

سوم:...... جب مرزا صاحب کے نظریہ کے مطابق اسلام میں مہدی کا افسانہ ہی معاذ اللہ! غلط ہے، اور اس سلسلہ کی تمام احادیث متواترہ خدانخواستہ من گھڑت ہیں، تو خود مرزا صاحب کے ''امام مہدی'' ہونے کا افسانہ بھی پادر ہوا تو ثابت نہیں ہوتا؟

مقصد عرض کرنے کا یہ ہے کہ اگر امام مہدی سے متعلقہ احادیث صحیح ہیں، تو بسم اللہ! آیئے اور ایک ایک علامت مرزا صاحب کے سراپا سے ملا کر فیصلہ کر لیجئے کہ وہ واقعتاً ''امام مہدی'' تھے یا نہیں؟ اور اگر مہدی کا افسانہ ہی غلط ہے، تو مرزا صاحب آخر کس منطق سے ''مہدی'' بن گئے؟

حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر:

امتِ اسلامیہ بالاجماع حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے رفع جسمانی کی قائل ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسمائے گرامی ''محمد'' اور ''احمد'' کے نکات بیان کرتے ہوئے حضرت امام ربانی (مجدد الف ثانی) رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''واحمد اسم دویم آنسرور است علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ در اہل سماوات بآں اسم معروف است، چنانچہ گفتہ اند از ینجا تو اند بود کہ حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کہ از اہل سماوات گشتہ است بشارت قدوم آنسرور باسم احمد دادہ است۔'' (دفتر سوم مکتوب:۹۴)

ترجمہ:......''اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دوسرا اسم گرامی ''احمد'' ہے، آسمان والوں میں آپؐ اسی نام سے معروف ہیں، جیسا کہ علمأ نے کہا ہے۔ اسی بنا پر یہ ہوسکا کہ حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام چونکہ (رفع جسمانی کے بعد) آسمان کے رہنے والوں میں شمار ہونے لگے، اس لئے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کی بشارت اسم ''احمد'' کے ساتھ دی۔'' (قادیانی عقیدہ یہ ہے کہ ''اسمہ احمد'' کی بشارت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں نہیں، بلکہ مرزا غلام احمد کے آنے کی بشارت ہے، اناللہ وانا الیہ راجعون!)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا:

امتِ اسلامیہ کا عقیدہ ہے کہ سلسلۂ نبوت حضرت آدم علیہ السلام سے شروع اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوا، آپؐ آخری نبی ہیں، آپؐ کے بعد کوئی شخص منصب نبوت پر فائز نہیں ہوگا، البتہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قربِ قیامت میں آسمان سے نازل ہوں گے، امام ربانی (مجدد الف ثانی) رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"اول انبیاء حضرت آدم علیٰ نبینا و علیہ و علیہم الصلوات و التسلیمات والتحیات و آخر ایشاں و خاتم نبوت ایشاں حضرت محمد رسول اللہ است علیہ وعلیہم الصلوات والتسلیمات ...... وحضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کہ از آسمان نزول خواہد فرمود متابعت شریعتِ خاتم الرسل خواہد نمود علیہ وعلیہم الصلوات والتسلیمات۔" (دفتر سوم مکتوب:۱۷)

ترجمہ:...... "انبیاء کرام علیہم السلام میں سب سے اوّل حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں، اور سب سے آخری اور سب کے خاتم حضرت محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وعلیہم وسلم) ہیں ......اور حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام جب آسمان سے نزولِ اجلال فرمائیں گے تو حضرت خاتم الرسل (علیہ وعلیہم الصلوات والتسلیمات) کی پیروی کریں گے۔"

ہتک یا عزت؟

امتِ اسلامیہ کا عقیدہ ہے کہ خاتم الانبیاء بنی اسرائیل حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق وتائید کے لئے نازل ہوکر آپؐ کی امت میں شمار ہونا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم ترین منقبت ہے، حضرت امام ربانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وحضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کہ بعد از نزول متابعتِ ایں شریعت خواہد نمود اتباع سنتِ آں سرور علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام نیز خواہد کرد کہ نسخ ایں شریعت مجوز نیست۔" (دفتر دوم مکتوب:۵۵)

ترجمہ:...... "اور حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کہ نازل ہونے کے بعد اس شریعت کی پیروی کریں گے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سنت کی اتباع بھی کریں گے، کیونکہ اس شریعت کا منسوخ ہونا جائز نہیں ہے۔"

مرزا صاحب نے اپنی امت کو یہ تصور دیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متبع شریعتِ محمدیہ ہونے سے اس امت کی ذلت ورسوائی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک اور کسرِ شان لازم آتی ہے اور اسلام کا تختہ الٹ جاتا ہے۔ (ازالہ ص:۵۸۶)

لیکن امام ربانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وخاتم انبیاء محمد رسول اللہ است (صلی اللہ تعالیٰ وسلم علیہ وعلیٰ آلہ وعلیہم اجمعین) و دین او ناسخ ادیانِ سابق است و کتاب او بہترین کتب ما تقدم است، و شریعت او را ناسخے نخواہد بود بلکہ تا قیامِ قیامت خواہد ماند، وعیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کہ نزول خواہد فرمود عمل بشریعت او خواہد کرد و بعنوانِ امت او خواہد بود۔" (دفتر دوم مکتوب:۶۷)

ترجمہ:...... "اور تمام انبیاءؑ کے خاتم محمد رسول اللہ ہیں (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وعلیہم اجمعین) آپ کا دین ادیانِ سابق کے لئے ناسخ ہے، اور آپ کی کتاب (قرآن مجید) سابقہ کتابوں سے برتر ہے، اور آپ کی شریعت کے لئے کوئی ناسخ نہیں ہوگا، بلکہ قیامت تک باقی رہے گی، اور عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام جو نازل ہوں گے، آپ کی شریعت پر ہی عمل کریں گے اور آپ کی امت میں شامل ہوں گے۔"

قادیانی صاحبان انصاف فرمائیں! کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی ماننا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت ہے یا ہتک؟ اور مرزا صاحب کا ظلیت کی سیڑھی سے خود "محمد"، "احمد" اور "خاتم النبیین" بن جانا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وفاداری ہے یا غداری؟

تنقیصِ سلف:

چونکہ چودہ صدی کی تمام امتِ اسلامیہ حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے رفع و نزولِ جسمانی کی قائل ہے، صحابہؓ، تابعینؒ، ائمہ مجتہدینؒ، محدثینؒ، مفسرینؒ، فقہاءؒ، صوفیاءؒ، متکلمینؒ سب کا یہی عقیدہ رہا اور حدیث، تفسیر اور عقائد کی کتابوں میں یہی عقیدہ درج ہے، اس لئے قادیانی

صاحبان ان اکابر سے بے حد ناراض ہیں، اور انہیں نہایت نامناسب الفاظ سے یاد کرتے ہیں، کہیں ان حضرات کو ”بے تکی ہانکنے والے“ بتاتے ہیں، کہیں انہیں ”معمولی انسان“ اور کہیں ”احمق اور نادان“ قرار دیتے ہیں، کبھی اس عقیدہ کو ”شرک“ کہتے ہیں، کبھی یہودیانہ الحاد وتحریف کا خطاب دیتے ہیں، ان تمام القاب کا مقصد یہ ہے کہ مرزا صاحب سے پہلے تیرہ صدیوں کی امت معاذاللہ! گمراہ، ملحد اور مشرک تھی، اور یہ سب العیاذ باللہ! بے تکی ہانکنے والے تھے۔

حضرت امام ربانی رحمہ اللہ نے اس کا فیصلہ بھی خوب فرمایا ہے، لکھتے ہیں:

”جماعہ کہ ایں اکابر را اصحاب رائے میدانند اگر ایں اعتقاد دارند کہ ایشاں بہ رائے خود حکم میکردند و متابعت کتاب وسنت نے نمودند پس سواد اعظم از اہل اسلام بزعم فاسد ایشاں ضال ومبتدع باشند بلکہ از جرگۂ اہل اسلام بیروں بودند۔ ایں اعتقاد نہ کند مگر جاہلے کہ از جہل خود بے خبر است یا زندیقے کہ مقصودش ابطال شطر دین است۔“ (دفتر دوم مکتوب:۵۵)

ترجمہ:...... ”جو گروہ ان اکابر کو اصحاب رائے جانتا ہے، اگر ان کا یہ عقیدہ ہے کہ یہ حضرات محض اپنی رائے سے حکم کرتے تھے اور کتاب وسنت کی پیروی نہیں کرتے تھے تو ان کے زعم فاسد میں اہل اسلام کا سواد اعظم گمراہ اور بدعت پرست رہا، بلکہ دائرۂ اسلام سے ہی خارج رہا، یہ اعتقاد نہیں کرے گا مگر وہ جاہل جو اپنے جہل سے بے خبر ہے، یا وہ زندیق جس کا مقصود ہی شطر دین کو باطل قرار دینا ہے۔“

ظلّی اتحاد:

قادیانی صاحبان کو معلوم ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب نے ”ظلی نبوت“ کا دعویٰ کیا تھا، جس کی تشریح خود ان کے اپنے الفاظ میں یہ ہے:

”تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں، تو پھر کون سا الگ انسان ہوا جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا۔“

”میرا نفس درمیان نہیں، بلکہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے، اسی لحاظ سے میرا نام ”محمد“ اور ”احمد“ ہوا، پس نبوت اور رسالت کسی دوسرے کے پاس نہیں گئی، محمد کی چیز محمد کے پاس ہی رہی۔“

”اگر کوئی شخص اسی خاتم النبیین میں ایسا گم ہو کہ بباعث نہایت اتحاد اور نفی غیرت کے اسی کا نام پالیا ہو، اور صاف آئینہ کی طرح محمدی چہرہ کا اس میں انعکاس ہوگیا ہو تو وہ بغیر مہر توڑنے کے نبی کہلائے گا، کیونکہ وہ محمد ہے، گو ظلی طور پر، پس باوجود اس شخص کے دعویٰ نبوت کے، جس کا نام ظلی طور پر محمد اور احمد رکھا گیا ہے، پھر بھی سیدنا خاتم النبیین ہی رہا، کیونکہ یہ ”محمد ثانی“ اسی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر اور اسی کا نام ہے۔“ (ایک غلطی کا ازالہ)

اور خطبہ الہامیہ میں مرزا صاحب فرماتے ہیں: ”صار وجودی وجودہ۔“ یعنی میرا وجود بعینہ آپ کا وجود بن گیا ہے۔ اور ”من فرق بینی وبین المصطفیٰ فما عرفنی وما رأی۔“ یعنی جس نے میرے درمیان اور مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے درمیان فرق کیا، اس نے مجھے دیکھا اور پہچانا ہی نہیں۔ الغرض مرزا صاحب کی ظلی نبوت کے معنی ان کے نزدیک یہ ہیں کہ کمال اتباع کی وجہ سے ان کی ذات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے متحد ہوگئی ہے، اور اس کمال اتحاد کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور کمالات نبوت (بلکہ نام، کام اور مقام تک) ظلی طور پر ان کی طرف منتقل ہوگئے، لہٰذا وہ نہ صرف نبی ہیں، بلکہ ظلی طور پر بعینہ محمد رسول اللہ ہیں۔

لیکن امام ربانی رحمہ اللہ اس قسم کے ”ظلی اتحاد“ کو تسلیم نہیں کرتے، بلکہ اسے حماقت اور جنون قرار دیتے ہیں اور جو شخص اس ظلی اتحاد کا عقیدہ رکھتا ہو، اسے کافر و زندیق اور زمرۂ اسلام سے خارج قرار دیتے ہیں، سنئے:

”وصول خادماں بامکنہ خاصۂ مخدوماں تا حقوق خدمت گاری بجا آرند محسوس وضیع وشریف است، ابلہے بود کہ ازیں وصول توہم مساوات وشرکت نماید، ہر فراشے ومگس رانے وشمشیر بردارے قرین سلاطین عظام ست و در اخص امکنہ ایشاں حاضر، خیلے خبط مے طلبد کہ ازینجا توہم شرکت ومساوات نماید۔“

ترجمہ:...... ”خادموں کا مخدوموں کے خاص مقامات میں اس مقصد کے لئے پہنچنا کہ خدمت گاری کے حقوق بجالائیں، ہر خاص وعام کو معلوم ہے۔ احمق ہے وہ شخص جو اس وصول سے مساوات وشرکت کا وہم دل میں لائے۔ دیکھئے! ہر فراش، مگس راں اور شمشیر بردار، سلاطین عظام کے ساتھ ہوتا ہے اور ان کے خاص ترین مقامات تک ان

کی رسائی ہوتی ہے، نہایت خبط وجنون میں مبتلا ہے وہ شخص جو اس رسائی سے شرکت و مساوات کا وہم رکھتا ہے۔"

اسی سلسلہ میں آگے چل کر فرماتے ہیں:

"اگر اعتقاد دارند کہ صاحب ایں حال معتقد شرکت ومساوات ست باارباب آں مقامات عالی پس اورا کافر و زندیق تصور میکنند و از زمرۂ اہل اسلام مے برآرند۔ چہ شرکت در نبوت ومساوات باانبیاً علیہم الصلوات والتسلیمات کفر است۔"

ترجمہ:....."اگر یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ یہ صاحب حال، ارباب مقامات عالی کے ساتھ شرکت ومساوات کا عقیدہ رکھتا ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اسے کافر و زندیق تصور کرتے ہیں اور اسے زمرۂ اہل اسلام سے خارج سمجھتے ہیں، کیونکہ نبوت میں شرکت اور انبیا علیہم السلام سے مساوات کا عقیدہ کفر ہے۔"

(واضح رہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نہ صرف وصفِ نبوت میں شرکت کا دعویٰ رکھتے ہیں، بلکہ اپنے آپ کو اولوالعزم انبیاً سے "تمام شان میں" بڑھ کر سمجھتے ہیں)۔ اسی سلسلہ میں صحابہ کرامؓ کے فضائل ومناقب اور ان کی افضلیت کا ذکر کرنے کے بعد حضرت امام ربانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"ابلہے بود کہ خود را عدیل اصحاب خیرالبشر علیہ وعلیہم الصلوات والتسلیمات سازد۔ وجاہلے باشد از اخبار وآثار کہ خود را از سابقاں تصور نماید۔" (دفتر دوم مکتوب:۹۹)

ترجمہ:....."احمق ہوگا جو اپنے تئیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے برابر سمجھتا ہو، اور احادیث وآثار سے جاہل ہوگا وہ شخص جو اپنے کو سابقین (صحابہؓ وتابعینؒ) میں سے تصور کرتا ہو۔"

واضح رہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی اپنی جماعت کو صحابہ کی جماعت کے برابر قرار دیتے ہیں۔ حضرت مجدد رحمہ اللہ کا مندرجہ ذیل فقرہ اگرچہ کسی دوسرے موقع سے متعلق ہے، لیکن یہاں کس قدر برمحل ہے؟:

"کناسِ خسیس کہ بنقص وخبث ذاتی متسم است چہ مجال کہ خود را عین سلطان عظیم الشان کہ منشأ خیرات وکمال ست تصور نماید، وصفات وافعال ذمیمہ خود راعین صفات وافعال جمیلہ او توہم کند۔"

(دفتر دوم مکتوب:۱)

ترجمہ:....."ایک خسیس بھنگی جس کی ذات ناقص وخبث کے عیب سے داغدار ہے، اس کی کیا مجال کہ اپنے آپ کو عظیم الشان سلطان کا جو منبع خیرات و کمالات ہے، عین تصور کرے؟ اور اپنے صفات وافعال ذمیمہ کو اس کے صفات و افعال جمیلہ کا عین خیال کرے؟"

بروز وتناسخ:

مرزا غلام احمد قادیانی کی تحریک ان کے "نظریۂ بروز" پر قائم ہے، "بروزِ محمد"، "بروزِ عیسیٰ" اور "بروزِ کرشن" وغیرہ کی جو تشریحات انہوں نے سپرد قلم کی ہیں، وہ صاف صاف "تناسخ"، "حلول" اور "اواگون" سے جاملتی ہیں۔ یہ لفظ انہوں نے غالباً صوفیاً سے مستعار لیا اور اس پر اپنی تعبیرات کا خول چڑھایا، "بروز" کے بارے میں بھی حضرت امام ربانی رحمہ اللہ نے متعدد جگہ اظہار خیال فرمایا ہے، یہاں صرف ایک اقتباس کا نقل کرنا اہل بصیرت کے لئے کافی ہوگا، صوفیاً کے اصطلاحی "بروز" کی تشریح کرنے کے بعد امام ربانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"و مشائخ مستقیم الاحوال بعبارت کمون و بروز ہم لب نے کشایند و ناقصاں را در بلا نے اندازند۔"

(دفتر دوم مکتوب:۵۸)

ترجمہ:....."اور جو مشائخ کہ مستقیم الاحوال ہیں، وہ کمون وبروز کی عبارت کے ساتھ بھی لب کشائی نہیں کرتے، اور ناقصوں کو فتنہ میں نہیں ڈالتے۔"

امام ربانی رحمہ اللہ کی اس تصریح کی روشنی میں فیصلہ کیجئے کہ مرزا قادیانی کے بروزی نعرے ان کی استقامت کی علامت تھے یا کجی اور فتنہ اندازی کا مظہر تھے؟ اور یہ ادعا کہ روح محمدی نے مرزا قادیانی کا روپ دھار لیا ہے (آئینہ کمالات) صریح طور پر ملحدانہ تعبیر ہے، جس کے حق میں حضرت مجدد رحمہ اللہ کے الفاظ میں بس یہی کہا جاسکتا ہے کہ:

"افسوس! صد افسوس! آں قسم بطالاں خود را بمسند شیخی گرفتہ اند ومقتدائے اہل اسلام گشتہ اند، ضلوا فاضلوا۔"

(دفتر دوم مکتوب:۵۸)

ترجمہ:....."افسوس! صد افسوس! اس قسم کے مکاروں نے پیری مریدی کی مسند اپنے لئے آراستہ کر رکھی ہے اور بزعم خود مقتدائے اہل اسلام بن بیٹھے ہیں، خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا۔"

☆☆.........☆☆

سیرت واخلاق کی تعمیر

مولانا سید محمد رابع ندوی

قرآن مجید کی آیت ہے:

"ان الدین عند اللّٰہ الاسلام"

ترجمہ:..... "اللہ تعالیٰ کے یہاں دین تو اسلام ہے۔"

یعنی زندگی کا وہی طور وطریق قابل قبول ہے' جو اسلام نے بتایا ہے۔ ایک دوسری آیت میں فرمایا ہے:

"جو شخص اسلام کے بتائے ہوئے طریقوں کے علاوہ دوسرے طریقوں کو اختیار کرے گا' تو وہ منظور نہیں کیا جائے (گا)۔"

اسلام کا بتایا ہوا طور طریق' وہ طور وطریق ہے' جو ہم کو قرآن مجید سے آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے برتے اور بتائے ہوئے احکام اور عمل سے پہنچا ہے اور وہ ہے اللہ کو خدائے واحد مان کر اس کی مرضی اور اس کے حکم کے مطابق طریقۂ زندگی اختیار کرنا۔

دوسرے معنوں میں اپنے کو خدائے واحد کے احکام اور مرضیات کے حوالہ کر دینا ہے' اور یہی اسلام کے لفظی معنی ہیں' اور مسلمان سے یہی مطلوب بھی ہے کہ وہ خود کو اپنے پروردگار کے حوالہ کردے' یعنی اپنی مرضی کو اس کی مرضی کا تابع کردے۔

یہ بات اسلام کے علاوہ کسی مذہب میں نہیں ہے' اسلام کے علاوہ دیگر مذاہب میں مذہب کا مطلب ایک یا کئی خداؤں کو مانتے ہوئے صرف ایک متعین طریقہ سے ان کی عبادت کر لینا ہے' ان کے یہاں مذہب زندگی کے دوسرے پہلوؤں کے لئے کوئی متعین احکام نہیں رکھتا۔

لیکن اسلام میں ایک محدود عقیدہ اور کچھ متعینہ شکلوں کی عبادت ہی نہیں' بلکہ عقیدہ وعبادت کے ساتھ ساتھ معاملات ومعاشرت اور اخلاق کے لئے خصوصی ہدایات اور رہنمائیاں ہیں' اس میں عدل وانصاف' اخلاق کی درستگی اور نیکی' دوسروں کے ساتھ حسن سلوک' ظلم وزیادتی سے گریز' بے حیائی اور گندی باتوں سے پرہیز' شرافت وانسانی خوبیوں کو اختیار کرنا ہے۔

یہ تمام باتیں اسلام میں دین کے اندر ہی داخل ہیں' چنانچہ قرآن مجید میں جگہ جگہ انبیا علیہم السلام کے تذکرہ میں آتا ہے کہ وہ اپنی قوم کو صرف اللہ کی عبادت کرنے کی نصیحت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اپنے والدین کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو' کہیں آتا ہے کہ ناپ تول میں بے ایمانی نہ کرو اور کہیں آتا ہے کہ نماز پڑھو اور زکوٰۃ دو۔

اسی طرح اسلام نے دین کو پوری انسانی زندگی پر پھیلا دیا ہے اور زندگی کو اس کا پابند بنایا ہے' جس کا بیان قرآن مجید میں مختلف جگہوں پر آیا ہے' اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام یعنی حدیث شریف میں تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

اسی طرح اسلام نے زندگی کے تمام پہلوؤں کو دین کے احاطہ میں کر دیا ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں آتا ہے:

"مسلمان وہ ہے' جس کی زبان اور ہاتھ کی زیادتی سے تمام مسلمان محفوظ رہیں' ہجرت کرنے والا دراصل وہ ہے جو ان تمام باتوں کو چھوڑ دے جن سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے۔"

اسی طرح اسلام کے ماننے والے کے لئے ضروری ہوجاتا ہے کہ وہ یہ معلوم کرے کہ زندگی کے مختلف پہلوؤں میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حکم اور کیا طریق کار ضروری اور مفید ہے؟ اس کی تفصیل ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات اور احکامات میں ملتی ہیں' اور یہ احکامات آپ کی احادیث میں پھیلے ہوئے ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوی زندگی تیئیس سال ہوئی' تیرہ سال مکہ مکرمہ میں' جو آپ نے دین کی دعوت وتبلیغ میں صرف کی اور اس سلسلہ میں لوگوں کی بے اعتنائی' ایذا رسانی اور دھمکیوں کو

برداشت کرنے میں گزاری' آپؐ نے یہ سب برداشت کیا' کوئی جواب نہیں دیا' بلکہ قرآن کے حکم کے مطابق عمل کرتے رہے' جو اس مرحلہ کے لئے دیا گیا تھا کہ نماز (یعنی عبادت الٰہی) کو ادا کرو اور اپنے ہاتھوں کو روکے رکھو' یعنی کسی کی شرارت اور ایذا رسانی کا جواب نہ دو' انتقام نہ لو۔

حتیٰ کہ ہجرت فرما کر مدینہ منورہ آئے' پھر دس سال مدینہ منورہ میں لوگوں کو دین اسلام کی طرف متوجہ کرنے اور دین اسلام کی تفصیلات بتانے اور ان پر عمل کروانے میں گزرے' مدینہ منورہ پہنچ کر کفار کی زیادتیوں کا جواب دینے کی اجازت ملی' اور کفار نے جب مسلمانوں پر حملے کئے اور جنگیں کیں' تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رفقاء کے ساتھ ان حملوں اور جنگوں کا مقابلہ کیا اور بہادری' غیرت دینی اور اسلام کو سربلند رکھنے والے جذبہ سے کام لیا اور ان جنگوں میں بھی اعلیٰ انسانی اقدار کا لحاظ رکھا۔

یہ سب آپؐ کے رفقاء اور ساتھ دینے والوں (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) نے اپنی آنکھوں سے دیکھا' کانوں سے سنا اور ان سب پر عمل کیا اور اپنے بعد والوں کو سنایا' بتایا' پھر ان کے سننے اور دیکھنے والوں نے اپنے بعد کے لوگوں کو بتایا اور سنایا' اور یہ سب حدیث شریف کے ذخیروں میں محفوظ ہوگیا' حدیث کے معنی گفتگو اور باتوں کے ہیں' حدیث رسول کا مطلب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں اور گفتگو کے ہوئے اور یہ سب گفتگو اور باتیں دین اسلام کی باتیں ہوئیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں' ارشادات اور ہدایات میں وہ ذخیرہ ہے' جن سے دین اسلام اپنے تمام پہلوؤں کے ساتھ سامنے آتا ہے اور معلوم ہوتا ہے' اس طرح حدیث شریف میں اللہ تعالیٰ کے کلام ''قرآن مجید'' کے ساتھ اسلام کی تمام باتوں کا ذخیرہ اور خزانہ ہے' اسی لئے مسلمانوں کو اپنی زندگی کو دین اسلام کے مطابق کرنے کے لئے حدیث کو سننا اور پڑھنا اور معلوم کرنا ہوتا ہے۔

قرآن مجید اور حدیث شریف اصلاً عربی زبان میں ہے' حدیث شریف میں ایک حصہ تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ان ہدایات اور رہنمائی کا ہے' جن کا تعلق زیادہ تر مذہب کے عباداتی اور معاملاتی پہلو سے ہے' اور یہ زیادہ تر فقہ کے نام سے مسائل عبادات اور احکام الٰہی کے جاننے کے لئے باقاعدہ پڑھا جاتا ہے۔

حدیث شریف میں دوسرا حصہ اخلاق و سیرت سازی سے تعلق رکھتا ہے اور ان کا اخلاق کی درستگی اور سیرت سازی میں اور ان کی زندگی اور طور وطریق کو بہتر بنانے اور ترقی دینے میں بڑا کردار ہے۔

حدیث کے مسائل عبادت و فقہ تو کوئی بھی عالم دین حسب ضرورت وطلب بتا سکتا ہے اور مدرسہ میں پڑھ سکتا ہے اور یہ سلسلہ الحمدللہ! دور اوّل کے بعد ہی سے قائم چلا آرہا ہے۔

لیکن دوسرا پہلو جو اخلاق کی درستگی اور سیرت سازی کا ہے' اس کے لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث طیبہ کا مطالعہ کرنا ضروری ہے' کیونکہ اصلاح باطن' تقویٰ اور خوف خدا' خوف آخرت سے پیدا ہوتا ہے' اور اس کے لئے حدیث شریف میں بڑا ذریعہ اور اس کے مضامین اس کا بڑا ذخیرہ ہے۔

☆☆..........☆☆

بقیہ: دعا کے آداب

۳:......یا دعا کی وجہ سے آنے والی کوئی بلاو مصیبت ٹال دی جاتی ہے۔

پیغام:

عام طور پر دعا کو حصول مقاصد کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے کہ جب ضرورت درپیش ہوتی ہے' اس وقت دعا مانگی جاتی ہے اور ضرورت پوری ہوئی تو دعا بھی ختم' جب کہ دعا دیگر عبادات کی طرح ایک عبادت بھی ہے' بلکہ اہم عبادت' عبادت کا مغز' عبادت کا خلاصہ اور جوہر ہے۔ عبادت ہی انسان کی تخلیق کا مقصد اصلی ہے اور دعا مانگنے والا پیدائش کے مقصد اصلی یعنی مغز اور خلاصہ کو پورا کرتا ہے' جو اللہ تعالیٰ کے یہاں سب سے زیادہ محبوب عمل ہے' اسی لئے اللہ تعالیٰ کی رحمت و عنایت کو کھینچنے کی سب سے زیادہ طاقت بھی اسی دعا میں ہے' گویا جس نے دعا کی اور دعا کی حقیقت اس کو نصیب ہوگئی' تو اس کے لئے تمام رحمتوں کے دروازے کھل گئے۔

اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے سب محتاج ہیں' بالخصوص اس زمانے میں جب کہ کفر ملت واحدہ ہوکر اسلام کے خلاف سینہ سپر ہے اور اسلام میں عیب تلاش کرنے والوں' اسلام اور اسلامی تعلیمات کے خلاف زہر اگلنے والوں کو عالمی انعام نوبل پرائز سے نوازا جارہا ہو' ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کی خاص ضرورت ہے۔

اس لئے ضروری ہے کہ امت کے افراد دعا کو ایک عبادت کی مانند شب و روز کے اعمال میں داخل کریں' کیونکہ مومن کا سب سے بڑا اور آخری ہتھیار دعا ہے۔

دعا کے آداب وفضائل

مولانا محمد ساجد حسن

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

’’جب میرے بندے میرے بارے میں تجھ سے دریافت کریں تو کہہ دے کہ میں بہت ہی قریب ہوں‘ قبول کرتا ہوں دعا مانگنے والے کی‘ جب وہ مجھ سے مانگے تو لوگوں کو بھی چاہئے کہ وہ میری بات مان لیا کریں‘ یہی ان کی بھلائی کا باعث ہے۔‘‘ (سورۂ بقرہ:۱۸۶)

شانِ نزول:

ایک اعرابی‘ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا‘ عرض کیا: یا رسول اللہ! ہمارا رب اگر ہم سے قریب ہے تو ہم آہستہ آواز سے دعا مانگا کریں‘ اگر دور ہو تو بلند آواز سے پکارا کریں؟ (حضور صلی اللہ علیہ وسلم) خاموش رہے‘ اس پر یہ آیت شریفہ نازل ہوئی۔

تشریح وتوضیح:

آیت شریفہ میں بتایا گیا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ کی رحمت خاصہ ہر وقت بندوں کی طرف منعطف ومتوجہ رہتی ہے اور حق تعالیٰ شانہ انفرادی و اجتماعی‘ چپکے وزور سے‘ جلوت وخلوت میں کی جانے والی ہر دیہاتی وشہری کی ہمہ وقت و ہر طرح کی دعاؤں کو سنتے اور قبول کرتے ہیں اور ان کی حاجات کو پورا کرتے ہیں۔ اس لئے بندوں کو بھی چاہئے کہ ایسے شفیق ومہربان آقا سے مانگیں اور اس کی اطاعت کریں۔

دعا کی اہمیت:

۱:...... حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دعا مانگنے سے نہ جھکو‘ کیونکہ دعا مانگنے والا برباد نہیں ہوتا۔

۲:...... حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دعا قضاوقدر کو پھیر دیتی ہے اور صلہ رحمی سے عمر میں برکت ہوتی ہے اور گناہ سے آدمی رزق سے محروم ہوجاتا ہے۔

دعا کی خصوصیت:

۱:...... دعا کرنے والے پر اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔

۲:...... دعا کرنے والا اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار اور اطاعت شعار شمار ہوتا ہے۔

۳:......دعا‘ اللہ تعالیٰ کا محبوب اور پسندیدہ عمل ہے۔

۴:...... دعا‘ حصولِ خیر اور دفعِ شر کا ذریعہ ہے۔

۵:...... دعا مانگنے والے کو زندگی میں اس کا پھل اور آخرت میں اس کا ثواب ملتا ہے۔

۶:...... دعا‘ آفات وبلیات سے بچاؤ کا ذریعہ اور حوادث ومصائب سے بچنے کا محفوظ و مصئون قلعہ ہے۔

۷:...... دعا‘ دشمن کی سازشوں کو دور اور ان کی تدابیر کو برباد کرتی ہے۔

۸:......دعا‘ رنج وغم کو دور کرتی ہے۔

۹:...... مشکلات میں آسانی اور قضائے حاجت کا ذریعہ ہے۔

۱۰:...... دعا مومن کا ہتھیار اور اس کے لئے سپر اور ڈھال ہے۔

۱۱:...... دعا خزانہ الٰہی کی کنجی اور رحمت خداوندی کا وسیلہ ہے۔

۱۲:...... دعا مغفرت کا ذریعہ اور توبہ کی قبولیت کا دروازہ ہے۔

۱۳:...... دعا ہر مرض کی دوا اور درد کا درماں ہے۔

دعا کے آداب:

۱:......لہجہ میں لجاجت‘ دل میں خشوع‘ آواز میں پستی‘ ہیئت سے انکساری اور الفاظ عجز وانکسار کے مناسب ہوں۔ غرض بندگی‘ سرافگندگی‘ عجز ولاچاری اور محتاجی اور مسکینی کی تصویر ہو۔

۲:...... موت کی دعا نہ مانگے اور ایسی چیزیں بھی نہ مانگے جو عقلاً و عادتاً ممکن نہ ہوں۔

۳:...... جو چیزیں شرعاً ممنوع ہیں' ان کی طلب اور تمنا بھی نہ کرے۔

۴:...... اگر ممکن ہو تو تنہائی میں اور چھپ کر دعا کرے۔

۵:...... قبلہ رخ ہو کر دعا کرے۔

۶:...... آواز میں اعتدال ہو' نہ زیادہ زور سے' نہ زیادہ آہستہ سے۔

۷:...... دعا میں تکلف مقفّٰی و مسجّع الفاظ کا استعمال نہ کرے۔

۸:...... دونوں ہاتھوں میں فاصلہ رکھے۔

۹:...... ہاتھوں کو آستین اور چادر وغیرہ سے باہر نکالے رکھے۔

۱۰:...... اللہ کی شان کریمی پر نگاہ رکھتے ہوئے قبولیت کا یقین رکھے۔

۱۱:...... عافیت اور خوشحالی کے زمانہ میں بھی دعا کا زیادہ اہتمام کرے۔

۱۲:...... عافیت کی دعا مانگے۔

۱۳:...... رزق حلال کا اہتمام کرے۔

۱۴:...... دعا الحاح و زاری کے ساتھ ہو اور الفاظ کو تین تین مرتبہ دہرائے۔

۱۵:...... دعا میں اپنی حاجت اور ضرورت مانگنے سے پہلے اللہ کی حمد و ثنا کرے' جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم: ''سبحان ربی العلی الاعلی الوہاب'' کے الفاظ سے دعا شروع فرماتے تھے' بعد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود اور پھر اپنی حاجت کا سوال' آخر میں حمد و ثنا اور درود شریف پر دعا کو ختم کرے۔

۱۶:...... آمین کہہ کر دعا کو ختم کرے۔

۱۷:...... آخر میں اپنے ہاتھ اس تصور سے چہرے پر پھیرلے کہ یہ پھیلے ہوئے ہاتھ خالی واپس نہیں ہو رہے ہیں' بلکہ رب کریم کی رحمت و برکت سے ان کو حصہ ملا ہے۔

دعا کے اوقات:

دعا کی مقبولیت میں بنیادی دخل تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ دعا کرنے والے کے تعلق اور اندرونی کیفیت کو ہے' مگر اس کے علاوہ کچھ خاص احوال و اوقات بھی ایسے ہیں' جن میں اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت و عنایت سے قبولیت کی خاص امید ہے:

۱:...... ماہ رمضان المبارک۔

۲:...... عرفہ کا دن۔

۳:...... جمعہ کا دن۔

۴:...... امام کے خطبہ پڑھتے وقت دل ہی دل میں دعا کرنا۔

۵:...... افطار کے وقت۔

۶:...... رات کا آخری حصہ۔

۷:...... نماز فجر سے طلوع شمس تک۔

۸:...... نماز عصر سے غروب آفتاب تک۔

۹:...... فرض نمازوں کے بعد۔

۱۰:...... ختم قرآن کے وقت۔

۱۱:...... اذان اور تکبیر کے درمیان۔

۱۲:...... بارش برستے وقت۔

۱۳:...... ایسے جنگل و بیابان میں جہاں کوئی نہ دیکھ رہا ہو۔

۱۴:...... سفر اور بیماری کی حالت میں۔

۱۵:...... اگر مقاماتِ اجابت' مثلاً: مساجد ثلاثہ' طواف' ملتزم وغیرہ پر حاضری میسر آجائے تو کیا ہی کہنا۔

دعا نہ مانگنے پر وعید:

اللہ تعالیٰ ایسا رحیم و کریم اور بندوں پر مہربان ہے کہ مانگنے پر اُسے پیار اور نہ مانگنے پر غصہ آتا ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جو اللہ سے نہ مانگے' اس پر اللہ ناراض ہوتا ہے۔''

دعا کی قبولیت کا مطلب:

ایک طرف اللہ تعالیٰ کی جانب سے دعا مانگنے کا حکم اور اس کی قبولیت کا وعدہ ہے' دوسری طرف ہم دیکھتے ہیں کہ ہماری دعائیں رائیگاں اور بے اثر ہوجاتی ہیں۔ چنانچہ طالبان کی کامیابی اور عراق کی حفاظت کے لئے پوری امت نے رو رو کر شب و روز دعائیں کیں' مگر بظاہر دعائیں قبول نہیں ہوئیں۔ اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ دعا کے آداب و شرائط ملحوظ نہیں رکھے گئے' جتنے گناہ پہلے ہو رہے تھے' اُتنے ہی دعا کے وقت بھی جاری و ساری تھے' جب کہ دعا مانگنے والوں کے لئے گناہ سے اجتناب اور توبہ تلا ضروری ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ دعا تو قبول ہوتی ہے' مگر دعا مانگنے والوں کو تین باتوں میں سے ایک ضرور عطا ہوتی ہے:

۱:...... یا تو اس کی دعا اسی وقت قبول فرماکر منہ مانگی مراد پوری کردی جاتی ہے۔

۲:...... یا اسے ذخیرہ کرکے آخرت میں ثواب دیا جاتا ہے۔

باقی صفحہ 18 پر

جب نور ظلمتوں پر غالب آگیا

مولانا شمس الحق

امام قرطبیؒ نے سند متصل کے ساتھ بادشاہ مامون کے دربار میں پیش آنے والا ایک واقعہ نقل کیا ہے' مامون کی عادت تھی کہ کبھی کبھی اس کے دربار میں علمی مسائل پر بحث ومباحثے اور مذاکرے ہوا کرتے تھے' جس میں ہر اہل علم کو آنے کی اجازت تھی' ایسے ہی ایک مذاکرہ میں ایک یہودی بھی آگیا' جو صورت' شکل اور لباس وغیرہ کے اعتبار سے بھی ایک ممتاز آدمی معلوم ہوتا تھا' پھر گفتگو کی تو وہ بھی فصیح وبلیغ اور عاقلانہ گفتگو تھی۔

جب مجلس ختم ہوگئی تو مامون نے اس کو بلا کر پوچھا کہ: تم اسرائیلی ہو؟

اس نے اقرار کیا' مامون نے امتحان لینے کے لئے کہا کہ: اگر تم مسلمان ہوجاؤ تو تمہارے ساتھ بہت اچھا سلوک کریں گے۔

اس نے جواب دیا کہ: میں تو اپنے آباؤ اجداد کے دین کو نہیں چھوڑتا' بات ختم ہوگئی' اور وہ شخص چلا گیا۔

پھر ایک سال کے بعد وہی شخص مسلمان ہوکر آیا اور مجلس مذاکرہ میں فقہ اسلامی کے موضوع پر بہترین تقریر اور عمدہ تحقیقات پیش کیں۔

مجلس ختم ہونے کے بعد مامون نے اس کو بلا کر کہا کہ: تم وہی شخص ہو جو گزشتہ سال آئے تھے؟

اس نے جواب دیا: ہاں! وہی ہوں۔

مامون نے پوچھا کہ: اس وقت تم نے اسلام قبول کرنے سے انکار کردیا تھا' پھر اب مسلمان ہونے کا کیا سبب ہوا؟

اس نے کہا: میں یہاں سے لوٹا تو میں نے موجودہ مذاہب کی تحقیق کرنے کا ارادہ کیا' میں ایک خطاط اور خوشنویس آدمی ہوں' کتابیں لکھ کر فروخت کرتا ہوں تو اچھی قیمت پر فروخت ہوجاتی ہیں' میں نے امتحان کرنے کے لئے تورات کے تین نسخے کتابت کئے' جن میں بہت سی جگہ پر اپنی طرف سے کمی بیشی کردی اور یہ نسخے لے کر میں کنیسہ میں پہنچا' یہودیوں نے بڑی رغبت سے ان کو خرید لیا' پھر اسی طرح انجیل کے تین نسخے کمی بیشی کے ساتھ کتابت کرکے نصاریٰ کے عبادت خانہ میں لے گیا' وہاں بھی عیسائیوں نے بڑی قدر ومنزلت کے ساتھ یہ نسخے مجھ سے خرید لئے' پھر یہی کام میں نے قرآن مجید کے ساتھ کیا (نعوذ باللہ) اس کے بھی تین نسخے عمدہ کتابت کئے' جن میں اپنی طرف سے کمی بیشی کی تھی' ان کو لے کر جب میں فروخت کرنے کے لئے نکلا' تو جس کے پاس لے گیا' اس نے دیکھا کہ صحیح بھی ہے یا نہیں؟ جب کمی بیشی نظر آئی' تو اس نے مجھے واپس کردیا۔ اس واقعہ سے میں نے سبق لیا کہ یہ کتاب محفوظ ہے اور اللہ تعالیٰ ہی نے اس کی حفاظت کی ہوئی ہے' اس لئے میں مسلمان ہوگیا۔

اس واقعہ کے راوی قاضی یحییٰ بن اکثم کہتے ہیں کہ: اتفاقاً اسی سال مجھے حج کی توفیق ہوئی' وہاں حضرت سفیان بن عیینہؒ سے ملاقات ہوئی' تو یہ قصہ ان کو سنایا' انہوں نے فرمایا کہ: بے شک ایسا ہی ہونا چاہئے' کیونکہ اس کی تصدیق قرآن مجید میں موجود ہے۔ یحییٰ بن اکثم نے پوچھا: قرآن کی کون سی آیت میں؟ تو فرمایا کہ: قرآن عظیم نے جہاں تورات اور انجیل کا ذکر کیا ہے' اس میں تو فرمایا:

"بما استحفظوا من کتب الله"

یعنی یہود ونصاریٰ کو کتاب اللہ تورات و انجیل کی حفاظت کی ذمہ داری سونپی گئی ہے' یہی وجہ ہے کہ جب یہود ونصاریٰ نے فریضۂ حفاظت ادا نہ کیا تو یہ کتابیں مسخ ومحرف ہوکر ضائع ہوگئیں' بخلاف قرآن کریم کے کہ اس کے متعلق حق تعالیٰ شانہ نے فرمایا:

"انا له لحفظون"

یعنی ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔

عبداللہ ابوموسیٰ اشعریؒ کا بیان ہے کہ مجھے نصیحت کی گئی، جہاں کہیں ہو، عالم وفقیہ کے پاس رہو، چنانچہ میں امام اوزاعیؒ کے پاس بیروت آیا۔

دورانِ قیام سوال کیا: تم کس دین پر ہو؟

میں نے ان کو بتایا کہ: مجوسی مذہب پر تھا، اسلام قبول کرلیا ہے۔

امامؒ نے پوچھا: تمہارے والد ہیں؟

میں نے عرض کیا: ہاں! وہ عراق میں ہیں اور اپنے مجوسی مذہب پر قائم ہیں۔

امام صاحبؒ نے فرمایا: کیا تم ان کے پاس جاسکتے ہو؟ شاید اللہ تعالیٰ تمہارے ذریعہ ان کو ہدایت دے اور وہ اسلام لے آئیں۔

میں نے عرض کیا: کیا آپ کا یہی منشاء ہے؟

فرمایا: ہاں!

امام صاحبؒ کے ارشاد کے بعد میں والد صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا، اس وقت وہ بیمار تھے، والد صاحب نے پوچھا: پیارے بیٹے! تم کس دین پر ہو؟

میں نے عرض کیا کہ: میں تو مسلمان ہوگیا ہوں۔

میرا جواب سن کر والد صاحب نے فرمایا: مجھے اپنے دین کی تفصیل سناؤ؟

جب میں نے تفصیل سے والد صاحب کو اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں بتایا، تو انہوں نے کہا کہ: تم گواہ رہو کہ میں اسلام لے آیا۔ اسی مرض میں والد صاحب کا انتقال ہوگیا۔

ان کی تدفین کے بعد میں امام اوزاعیؒ کے پاس واپس آیا اور ان کو پورا قصہ سنایا۔

(''التاریخ الکبیر'' ابن ابی خیثمہ مخطوطہ کتب خانہ محمودیہ مدینہ منورہ)

حدیث شریف میں آتا ہے کہ ایک بندہ عمر بھر اپنے مالک کا باغی رہتا ہے، بس جہنم میں داخل ہی ہونے والا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل فرمادیتا ہے۔

یہ واقعہ حدیث پاک کی تصدیق اور مومنؔ کے اس شعر:

''اب آخری وقت میں کیا خاک مسلماں ہوں گے''

کا جواب ہے کہ اسلام اور توبہ کا دروازہ جانکنی کا عالم شروع ہونے سے پہلے تک کھلا ہوا ہے، تاکہ کوئی بندہ رحمت خداوندی سے مایوس نہ ہو۔

مومنؔ کا پورا شعر یہ ہے:

عمر تو ساری کٹی عشق بتاں میں مومنؔ
آخری وقت میں کیا خاک مسلماں ہوں گے

☆☆..................☆☆

مکتوبِ نیپال

مکرمی ومحترمی جناب حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری صاحب حفظہ اللہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمدللہ! یہاں کے جملہ احباب بخیر وعافیت ہیں اور مجلس کا کام بحسن وخوبی انجام پارہا ہے۔ پچھلے مہینے میں کاٹھمنڈو کی سطح پر ایک پروگرام منعقد کیا گیا، جس میں وہاں سے متعلق ہر طبقہ کے ذمہ داروں کو جوڑا گیا اور نیپالی زبان میں پمفلٹ بھی چھپوا کر تقسیم کیا گیا۔ الحمدللہ! اس پروگرام سے لوگوں میں بیداری کی ایک لہر آئی ہے اور خصوصاً ذمہ دار لوگ چوکنا نظر آتے ہیں۔

ادھر گزشتہ ہفتہ جامع مسجد اٹھہری بازار میں دو روزہ ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد کیا گیا، جس میں علاقائی دو سو علماء وخواص مدعو تھے۔ الحمدللہ! یہ پروگرام بھی کامیابی سے ہم کنار ہوا۔ قادیانیت سمیت تمام اسلام مخالف سرگرمیوں کا نوٹس لیا گیا اور شرکاء نے باطل تحریکات کے شر سے مسلمانوں کو بچانے کے متعلق مختلف مشورے دیئے اور سب نے اس سلسلہ میں ہر ممکن تعاون کا یقین دلایا۔ بعدازاں ردّ قادیانیت کے متعلق کتابچے اور پمفلٹس تقسیم کیے گئے۔

اللہ کے فضل سے مجلس کے تمام مکاتب حسب سابق مناسب طریقہ سے چل رہے ہیں۔ دیگر حالات اچھے ہیں۔ خصوصی دعاؤں کی درخواست ہے۔

والسلام

محتاج دعا

(مولانا) محمد اسلام ندوی

صدر مجلس تحفظ ختم نبوت نیپال

خبروں پر ایک نظر

قادیانی‘ اسلام اور وطن عزیز پاکستان کے غدار ہیں‘ مولانا غلام مصطفیٰ

خوشاب (نامہ نگار) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ اور جامع مسجد ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر کے خطیب مولانا غلام مصطفیٰ نے ضلع خوشاب میں ایک ہفتہ کے تبلیغی پروگرام کے دوران جامع مسجد صدیق اکبر خوشاب میں خطاب کرتے ہوئے مسئلہ ختم نبوت کی اہمیت اور مرزا قادیانی کے دجل وفریب پر روشنی ڈالی۔ انہوں نے جوہرآباد میں جامع مسجد ایک بلاک‘ جامع مسجد و مدرسہ کاشف العلوم اور مدرسہ ابوہریرۃ میں علماء‘ طلبہ اور جماعتی احباب سے ملاقاتیں کیں اس موقع پر انہوں نے احباب سے مجلس تحفظ ختم نبوت کی تبلیغی سرگرمیوں سے متعلق تبادلہ خیال کیا۔ جامع مسجد و مدرسہ روڈہ‘ جامع مسجد پیلووینس اور جامع مسجد موضع لکو میں بھی انہوں نے ختم نبوت کے موضوع پر خطاب کیا۔

موضع موجوکہ میں سالانہ سیرت النبی ﷺ کانفرنس سے مناظر اسلام مولانا عبدالستار تونسوی‘ مولانا سید عبدالقدوس شاہ ترمذی نے خطاب کیا۔ کانفرنس کی صدارت میر محمد علی شاہ صاحب گنجیال والوں نے کی۔ اس کانفرنس سے مولانا غلام مصطفیٰ نے قادیانیوں کی کفریہ سرگرمیوں‘ مرزا قادیانی کے دجل وفریب‘ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے نازل ہونے اور حضرت امام مہدی علیہ الرضوان کے ظہور جیسے موضوع پر تفصیلی خطاب کیا اور کہا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت امیر مرکزیہ شیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم‘ نائب امیر پیر طریقت حضرت مولانا سید نفیس شاہ الحسینی مدظلہ اور مرکزی ناظم اعلیٰ مجاہد ملت حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری کی قیادت میں قادیانی فتنہ کے خلاف سرگرم عمل ہے۔ قادیانی‘ اسلام اور وطن عزیز پاکستان کے غدار ہیں۔ ان کا مکمل بائیکاٹ کیا جائے۔ آخر میں شرکاء کانفرنس اور عوام الناس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا لٹریچر تقسیم کیا گیا۔

قرآن مجید کی توہین کرنے والوں کو کڑی سزا دی جائے

سانگلہ ہل (نمائندہ خصوصی) سانگلہ ہل میں عیسائیوں کی جانب سے قرآن مجید کی بے حرمتی اور کئی نسخوں کو آگ لگا دینے کے خلاف جامع مسجد سانگلہ ہل میں احتجاجی پروگرام منعقد ہوا۔ نماز جمعہ کے موقع پر ہونے والے اس احتجاج میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں مولانا غلام حسین (جھنگ) اور چناب نگر کے خطیب اور مبلغ مولانا غلام مصطفیٰ نے حضرت اقدس امیر مرکزیہ اور مرکزی ناظم اعلیٰ کے حکم پر شرکت کی۔ انہوں نے سانگلہ ہل کے علماء‘ عوام الناس اور اخباری نمائندوں سے ملاقات کی اور حکومت سے مطالبہ کیا کہ ان واقعات میں ملوث عیسائیوں کے پیچھے قادیانیوں کا ہاتھ ہے۔ قادیانی اس ملک میں فرقہ واریت پھیلا کر ملک کا امن تہہ وبالا کرنا چاہتے ہیں۔ ان عناصر پر کڑی نگاہ رکھی جائے۔ قرآن مجید کی توہین کرنے والوں کو کڑی سزا دی جائے۔ اگر ان مجرموں کو سزا نہ دی گئی تو وہ آئے دن وطن عزیز میں اسلام اور ملک کے خلاف سازشیں کرتے رہیں گے۔

سالانہ ختم نبوت کانفرنس

چنیوٹ (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام مدرسہ تعلیم القرآن اچھروال تحصیل چنیوٹ میں آٹھویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس ہوئی جس میں علاقہ کی عوام الناس نے ہزاروں کی تعداد میں شرکت کی۔ کانفرنس کے پنڈال میں عقیدۂ ختم نبوت اور قادیانیوں کے کفریہ عقائد کے متعلق بینرز اور جھنڈے لگا کر پنڈال کو سجایا گیا۔ کانفرنس کی صدارت خطیب چناب نگر‘ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا غلام مصطفیٰ نے کی۔ صدارتی خطبہ میں انہوں نے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت‘ مسلمانوں کی جانب سے قادیانیوں کے بائیکاٹ‘ مجلس تحفظ ختم نبوت کی تبلیغی سرگرمیوں اور کانفرنس و مدرسہ کی غرض و غایت بیان کی۔ کانفرنس سے ملک کے معروف مقرر

مولانا ممتاز احمد کلیار' مولانا قاضی کفایت اللہ' مولانا محمد الیاس' مولانا عبیداللہ' قاری عبدالجلیل و دیگر علماء نے خطاب کیا۔

شبانِ ختم نبوت کا مقصد نوجوانوں کو تحفظ ختم نبوت کے لئے تیار کرنا ہے

سرگودھا (نامہ نگار) شبانِ ختم نبوت کا ماہانہ اجلاس گزشتہ دنوں دفتر ختم نبوت سرگودھا میں منعقد ہوا' جس کی صدارت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی بزرگ شخصیت مولانا محمد اکرم طوفانی نے کی۔ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سرگودھا کے امیر مولانا نور محمد نے کہا کہ مرزائی قانونی لحاظ سے کافر ہیں۔ یہ شعائر اسلامی قانونی لحاظ سے استعمال نہیں کرسکتے' انہوں نے نوجوانوں سے اپیل کی کہ وہ اپنی تمام تر توانائیاں عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور مرزائیت کے تعاقب میں صرف کریں۔ صدر شبانِ ختم نبوت عاصم اشتیاق نے کہا کہ شبانِ ختم نبوت کا مقصد نوجوانوں کو تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم پر جمع کرنا' ان کی سوچ میں مثبت تبدیلی پیدا کرنا اور ان کو عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے تیار کرنا ہے۔ انہوں نے نوجوانوں سے اپیل کی ہے کہ اس پروگرام کی طرح ہر گلی محلہ میں پروگرام رکھے جائیں تاکہ مرزائی جلد اپنے انجام تک پہنچ سکیں۔ رہنما شبانِ ختم نبوت قاضی محمد عابد نے کہا کہ سو آیات قرآنی اور دو سو سے زائد احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔ ان ارشادات کے بعد ایک معمولی عقل رکھنے والا شخص بھی یہ بات سمجھ سکتا ہے' لیکن مرزا قادیانی میں اتنی بھی عقل نہیں۔ اس نے لالچ کی خاطر انگریزوں کے جھتے جڑ کر اپنے ایمان کا سودا کرلیا ہے۔ جہاں بھی کوئی مرزائی تبلیغ کررہا ہو یا ارتداد پھیلا رہا ہو' فوری طور پر ہمیں اطلاع دیں' ہم قانونی لحاظ سے اس کو فوری روکیں گے۔ اس پروگرام میں مشہور شاعر خورشید احمد شاہ پوری نے اپنا نعتیہ کلام بھی پیش کیا۔

اپنی زندگیوں کو سنت کے مطابق بسر کریں

مانسہرہ (نامہ نگار) جب رزق حلال کھایا جائے گا تو بیٹا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ جیسا ہوگا۔ جب حلال و حرام کی تمیز ختم ہوجائے گی تو اولاد بگڑ جائے گی اور آئندہ نسلوں سے اچھائی ختم ہو جائے گی۔ ان خیالات کا اظہار مولانا قاضی محمد اسرائیل گڑنگی نے جامع مسجد صدیق اکبرؓ مانسہرہ میں جمعۃ المبارک کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ رزق حلال کے لئے شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے والد نے سفر کیا اور تکالیف برداشت کیں تو اللہ تعالیٰ نے عظیم فرزند عطا کیا۔ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اپنی والدہ محترمہ کا دودھ رمضان المبارک میں نہیں پیا کرتے تھے۔ والدہ کے کہنے پر سچ کہا تو چوروں نے سچی توبہ کرلی۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اللہ کے سچے ولی تھے۔ ریاکاری اور دنیاداری سے بہت دور تھے۔ اس وقت ایسے ہی بزرگوں کی ضرورت ہے۔ ان حضرات نے نفس کو مار کر اپنے رب کو راضی کیا۔ انہوں نے کہا کہ اس وقت مادہ پرستی اور دنیا طلبی نے روحانی کیفیت کو اجاڑ دیا ہے۔ سچائی کا دامن تھامنے والے لوگ کم ہیں اور دنیا کمانے والے زیادہ ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ولایت کی پہلی سیڑھی اتباع سنت ہے' ہوا میں اڑنا کمال نہیں' بلکہ سنت کے مطابق زندگی بسر کرنا کمال ہے۔ انہوں نے کہا کہ میرے پیرو مرشد' استاذ المحدثین حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر مدظلہ موجودہ دور کے عظیم روحانی اور علمی پیشوا ہیں۔ انہوں نے لوگوں پر زور دیا کہ اپنی زندگیوں کو سنت کے مطابق بسر کریں۔

دریں اثنا مولانا نے جبوری کی سیاسی اور سماجی شخصیت سردار خانجی کی والدہ محترمہ کے جنازہ کے موقع پر کالج دوراہا میں خطاب کرتے ہوئے مولانا قاضی محمد اسرائیل گڑنگی نے کہا کہ موت ایک اٹل حقیقت ہے' جب کوئی بشر دنیا میں آتا ہے تو موت کہتی ہے: خبردار! میں آرہی ہوں' تباہ کرکے چھوڑوں گی' میں آباد گھروں کو برباد کروں گی' خوشحال لوگوں کو غارت کروں گی۔ ماں کے قدموں میں اللہ پاک نے جنت رکھی ہے۔ موت کی آندھیاں جب آتی ہیں تو ایک لمحہ میں دنیا تبدیل ہوجاتی ہے۔ دنیا میں اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں ماں اپنی اولاد پر بہت زیادہ شفیق ہوتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ سردار خانجی کی والدہ بڑی بہادر' دلیر اور سخی خاتون تھیں' سردار خانجی نے بڑا مقام اپنی والدہ ہی کی دعاؤں کی برکت سے حاصل کیا۔ انہوں نے کہا کہ موت ایک ایسا پیالہ ہے کہ سب کو اس پیالہ سے پانی پینا ہے اور قبر ایسا خوش بخت دروازہ ہے کہ سب کو اس میں داخل ہونا ہے۔ انہوں نے کہا کہ جن حضرات کے ماں باپ فوت ہوچکے ہیں' وہ اپنے ماں باپ کے لئے ہمیشہ دعا کیا کریں' وہ مرحومین ہر وقت دعاؤں کے محتاج ہیں۔ نیک اولاد والدین کے لئے بہترین صدقہ جاریہ ہیں۔ اس موقع پر انہوں نے تمام لوگوں سے اجتماعی طور پر گناہوں سے توبہ کروائی۔

مسلمان ناموس رسالتؐ کے تحفظ کے کام میں دلچسپی لیں

کراچی (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا قاضی احسان احمد نے جامع مسجد

رحمانیہ سوات کالونی کراچی میں نماز جمعہ کے اجتماع سے خطاب کیا۔ مولانا نے اپنے خطاب میں عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت قرآن وحدیث کی روشنی میں بیان کی اور عوام الناس میں جذبہ عشق رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کو اجاگر کیا۔ انہوں نے اپنے خطاب میں کہا کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پکے اور سچے امتی ہیں' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس سے جام کوثر کے طلبگار ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے متمنی ہیں' لہٰذا ہم سب مسلمانوں کا فرض بنتا ہے کہ ہم تحفظ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے کام میں دلچسپی لیں اور اپنے علاقہ میں مرزائیوں کی سرگرمیوں پر نظر رکھیں کہ کہیں کوئی قادیانی' اسلام دشمن یا ملک دشمن سرگرمیوں میں ملوث تو نہیں۔ اپنے خطاب کے آخر میں مولانا نے مسجد رحمانیہ کے منتظمین اور خطیب مولانا محمد حسین حقانی کا شکریہ بھی ادا کیا اور ان کی دینی اور ملی خدمات کو سراہا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا تحفظ ہر قیمت پر کیا جائے گا

کراچی (رپورٹ: قاضی احسان احمد) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا تحفظ ہر قیمت پر کیا جائے گا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حلقہ نیول کالونی کا ایک اہم اجلاس مولانا قاضی احسان احمد مبلغ کراچی کی زیر نگرانی گزشتہ دنوں کو جامعہ امہات المومنین میں مولانا قاضی محمد اشرف صاحب کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ اجلاس کا آغاز مولانا مفتی علی محمد کی تلاوت سے ہوا۔ اجلاس کی غرض و غایت مولانا قاضی محمد اشرف نے بیان کی' اس کے بعد مولانا قاضی احسان احمد نے اجلاس کے شرکاء بالخصوص نوجوانان تحفظ ناموس رسالت سے خصوصی خطاب کیا اور ان کو اس مشن پر کام کرنے پر آمادہ کیا' مولانا نے کہا کہ مرزائی باوجود جھوٹا ہونے کے مرزا غلام احمد قادیانی کے جھوٹے دعویٰ نبوت کی تبلیغ کرتے ہیں اور اس میں شرم و عار محسوس نہیں کرتے' تو ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق اور غلام ہونے کے باوجود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی رسالت و نبوت کی دعوت دینے کے کام میں کیوں پیچھے رہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہماری ذمہ داری بنتی ہے کہ ہم اس کام کو ترجیحی بنیادوں پر کریں۔ اس موقع پر تمام شرکاء نے اس کام کو کرنے کا عزم کیا۔ اجلاس میں مولانا قاضی محمد اشرف' مولانا مفتی علی محمد' مولانا ثناء اللہ' مولانا مفتی فیض الحق' محمد صابر' سیّد محمد شاہ' سیّد انور الحسن' کمال شاہ اور راقم الحروف نے شرکت کی۔ اجلاس میں خصوصیت سے علاقہ کی صورتحال کا جائزہ لیا گیا۔ تمام رفقاء نے کام کے حوالے سے بھرپور عزم کا اظہار کیا اور حضور ﷺ کی عزت و ناموس کے تحفظ کا کام کرنے پر آمادگی ظاہر کی۔ طے پایا کہ آئندہ اجلاس جلد رکھا جائے' رسالہ' لٹریچر' خطبات جمعہ اور کانفرنس کا بھی اہتمام کیا جائے گا۔ بعد از نماز عصر قاضی احسان احمد کی دعا پر اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

حضرت العلامہ احمد میاں حمادی کے بڑے بھائی علامہ حافظ محمد میاں حمادی انتقال کر گئے

ٹنڈو آدم (نامہ نگار) قطب زمان اور درگاہ عالیہ ہالیجی شریف کے بانی حضرت مولانا حماد اللہ ہالیجوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنما حضرت علامہ احمد میاں حمادی کے برادر اکبر حضرت علامہ حافظ محمد میاں حمادی عبیدی کی رحلت پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ٹنڈو آدم کے رہنماؤں حکیم حفظ الرحمٰن' محمد اعظم قریشی' ماسٹر سلیم مدنی' ڈاکٹر محمد خالد آرائیں' حافظ محمد فرقان انصاری سمیت ڈاکٹر عزیز انصاری' ڈاکٹر ماسٹر حنیف اصغر' سمیت جمعیت علماء اسلام سندھ کے امیر مولانا عبدالصمد ہالیجوی' ایم این اے اسد اللہ بھٹو' منظور احمد میو ایڈووکیٹ وغیرہ نے علامہ احمد میاں حمادی' مولانا محمد راشد مدنی' مفتی محمد طاہر مکی' قاری حماد اللہ عبیدی اور حافظ رفیع الدین سے تعزیت اور گہرے رنج وغم کا اظہار کیا۔

صحابہ کرامؓ کے جانباز سپاہی صحابہؓ کی طرز پر گستاخان رسول کا مقابلہ کریں

ٹنڈو آدم (رپورٹ: مفتی محمد طاہر مکی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ' تحفظ ختم نبوت پر فدا' خاندان جالندھر کے چشم و چراغ' مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کے خلیفہ مجاز' مفکر ختم نبوت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری گزشتہ ماہ سندھ بھر کے دورے پر تیز گام ٹرین کے ذریعہ ملتان سے صبح کو ٹنڈو آدم پہنچے' جہاں پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ علامہ ابوطلحہ محمد راشد مدنی' حافظ محمد فرقان انصاری' محمد اشرف قریشی سمیت مجاہدین ختم نبوت نے ان کا استقبال کیا اور ایم اے جناح روڈ پر واقع عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر لے آئے' جہاں پر مجلس کے صوبائی امیر فاتح گوہر شاہی حضرت علامہ احمد میاں حمادی نے ان کا خیر مقدم کیا۔ دریں اثنا عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حیدر آباد کے مبلغ مولانا محمد نذر عثمانی بھی تشریف لے آئے۔ حضرت جالندھری نے مقامی دفتر میں مجاہدین ختم نبوت سے غیر رسمی گفتگو میں

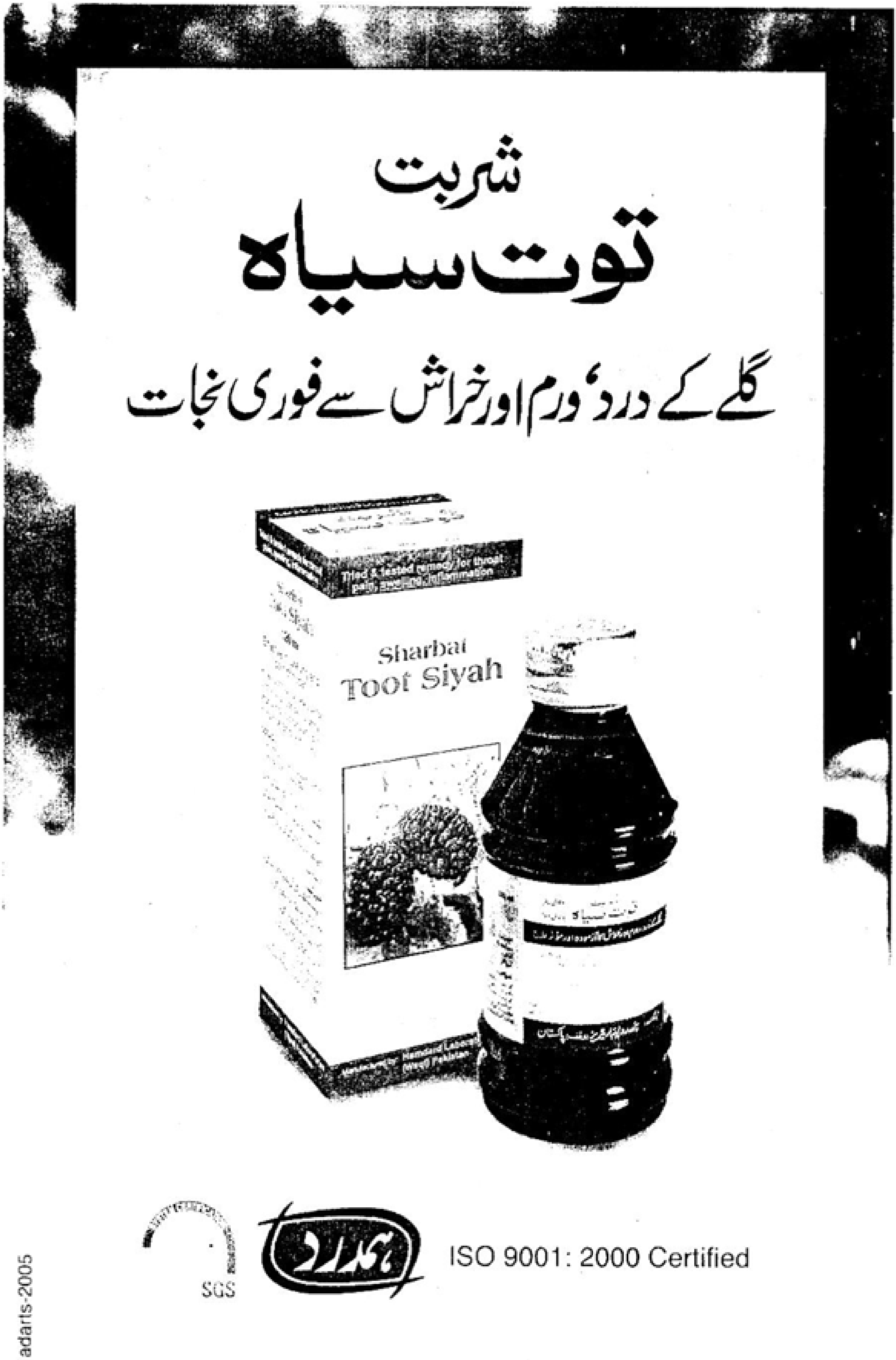

شربت
توت سیاہ
گلے کے درد، ورم اور خراش سے فوری نجات
Tried & tested remedy for throat pain, swelling, inflammation
Sharbat
Toot Siyah
توت سیاہ
ہمدرد
SGS
ISO 9001: 2000 Certified
adarts-2005

نصیحتیں فرماتے ہوئے کہا کہ تمہیں اور مجھے اللہ نے دین کی بنیاد یعنی عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے چن لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک سو آیات میں خوب وضاحت سے مسئلہ ختم نبوت کو بیان فرمایا اور دو سو سے زائد احادیث نبویہ ﷺ اس مسئلہ پر دلالت کرتی ہیں کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی یا رسول نہیں' جس سے مسئلہ ختم نبوت کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ مسئلہ ختم نبوت پر کام کرنے والے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذاتی گن مین اور محافظ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ مجاہدین ختم نبوت پر لازم ہے کہ مسلکی اختلافات سے بالاتر ہو کر اخلاص اور لگن کے ساتھ تحفظ ختم نبوت کے لئے کام کریں۔ مولانا جالندھری نے ارشاد فرمایا کہ مجلس عمل تحفظ ختم نبوت میں ہمیشہ ۵۳ء ۷۴ء اور ۸۴ء کی تحاریک ختم نبوت میں تمام مکاتب فکر نے مل کر کام کیا اور یہ وقت کا تقاضا تھا اور ایسا کرنا ناگزیر تھا' چنانچہ اس وقت اللہ تعالیٰ نے اسمبلی کے ذریعہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوا دیا۔ انہوں نے کہا کہ اب بھی تمام مسلمان متحد ہو کر صرف اور صرف فتنہ قادیانیت کے خلاف کام کریں۔ انہوں نے کہا کہ اللہ نے قرآن میں یہود و نصاریٰ کو مسلمانوں کا کھلا دشمن قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ: ''یہ کبھی بھی تمہارے دوست نہیں ہو سکتے'' مگر پھر بھی انہی یہودیوں کے ساتھ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ میں معاہدہ کیا' لیکن اسلامی تاریخ گواہ ہے کہ کسی بھی جھوٹے مدعی نبوت کے ساتھ بھی کسی قسم کی صلح نہیں کی گئی' اس لحاظ سے آج کے دور میں بھی امریکا وغیرہ اسلام کے دشمن ضرور ہیں مگر گستاخ رسول نہیں سوائے ایک آدھ کے' بخلاف قادیانیوں کے کہ وہ بدترین گستاخان رسول ہیں۔ وطن عزیز کی سپریم کورٹ کے ججز نے اپنے فیصلوں میں لکھا ہے کہ اگر مرزا غلام احمد قادیانی کی کرامات منظر عام پر لائی جائیں تو مسلمانوں کا اشتعال میں آنا فطری ہوگا اور ملک میں خون خرابہ ہو جائے گا۔ مسلمان مل جل کر یہودی اور عیسائیوں سے بڑھ کر اسلام دشمن فتنہ قادیانیت کا تعاقب کریں۔ مولانا جالندھری نے فرمایا کہ آج ہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی عزت اور احترام کرتے ہیں تو ختم نبوت کے صدقے' کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے صحابہ چاند کے ستاروں کی مانند ہیں اور فلاں فلاں عظمتیں ہیں میرے صحابہ کی۔ اسلام سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو نکال دیں تو اسلام' قرآن' نماز' روزہ' حج' زکوٰۃ' صحابہ' ازواج مطہرات کا تصور ہی ختم ہو جاتا ہے۔ صحابہ کرام کا یہ طرز عمل تھا کہ باہمی امور کو پس پشت ڈال کر نبی کے دشمنوں سے لڑے' اس لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حقیقی دوست' جانباز اور سپاہی وہی ہیں جو ان کے طرز عمل کو زندہ رکھ کر گستاخان رسول سے لڑیں۔ تمام مکاتب فکر کے علماء اور مسلمان متحد ہو کر عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ کریں۔ مختصر ارشادات کے بعد مولانا جالندھری' علامہ احمد میاں حمادی' مولانا محمد نذر عثمانی' اندرون سندھ کے دورے پر میرپور خاص کے لئے روانہ ہوئے' بعد ازاں انہوں نے عالمی مجلس کے مرکزی مبلغ مولانا محمد علی صدیقی کے ہمراہ ٹنڈو الہ یار' کنری کا دورہ کیا اور مجلس کے رہنماؤں سے ملاقاتیں کیں۔ اس کے بعد حضرت جالندھری کراچی روانہ ہوگئے جہاں انہوں نے دفتر ختم نبوت کراچی میں مولانا قاضی احسان احمد' محمد انور' منظور احمد میو ایڈووکیٹ اور سید انور الحسن سے ملاقات کی اور جماعتی نظم کا جائزہ لیا۔ بعد ازاں وہ تیز گام کے ذریعہ ملتان روانہ ہوگئے۔ ملتان واپسی کے موقع پر حضرت علامہ احمد میاں حمادی' مولانا محمد راشد مدنی' مفتی محمد طاہر مکی' حافظ محمد زاہد حجازی' حافظ محمد فرقان انصاری نے انہیں ٹنڈو آدم اسٹیشن پر الوداع کہا۔

شہادتِ عثمان رضی اللہ عنہ امت کے لئے بہت بڑا سانحہ ہے

مانسہرہ (پ ر) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی بشارت دی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہر دن میں پچاس ہزار مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا کرتے تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا قطرہ قرآن کے اوپر پڑا' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی گواہی قرآن دے گا۔ ان خیالات کا اظہار مولانا قاضی محمد اسرائیل گڑنگی نے جامع مسجد صدیق اکبر میں نماز جمعہ کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد امت کا اتحاد و اتفاق ختم ہو گیا۔ شہادت عثمان رضی اللہ عنہ امت کے لئے بہت بڑا سانحہ تھا۔ پوری کائنات میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ وہ خوش نصیب انسان ہیں' جن کے نکاح میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں آئیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قبر کا سوچ کر رو دیا کرتے تھے۔ دنیا والے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے صبر و تحمل اور سخاوت کا سبق حاصل کریں۔ حضرت علی' حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم اجمعین' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کا پہرا دیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے صدقے ہماری نجات فرمائے۔ آمین۔

REGD. NO. SS-160

سرکشوں کو الٰہی نہ کر بے لگام

مولانا محمد ثانی حسنیؒ

سرکشوں کو الٰہی نہ کر بے لگام
تو ہمارا ہے مالک تیرے ہم غلام

اے خدا! ہر طرف ظلم کا راج ہے — جو ہے ظالم وہی صاحب تاج ہے
عدل پامال ہے، رحم تاراج ہے — بے کسوں پر تشدد روا آج ہے

ظلم کرتے ہیں جو ان سے لے انتقام
تو ہمارا ہے مالک تیرے ہم غلام

بوجھ ہم پر نہ رکھ جس کی طاقت نہ ہو — کام تو وہ نہ لے جس کی ہمت نہ ہو
اس جہاں میں ہماری بری گت نہ ہو — غیر کے سامنے ہم کو ذلت نہ ہو

ساری دنیا ہمارا کرے احترام
تو ہمارا ہے مالک تیرے ہم غلام

لحہ لحہ ہر انسان کی خیر کر — ہر نفس ہر مسلمان کی خیر کر
دم بدم اہل ایمان کی خیر کر — قلب کی خیر کر، جان کی خیر کر

عافیت سے رہیں سب خواص و عوام
تو ہمارا ہے مالک تیرے ہم غلام

سارے محروم و مظلوم بے کس سقیم — بے سہارا غریب اور بیوہ یتیم
تیری رحمت کے محتاج ہیں اے کریم — ان غریبوں پہ فرما تو لطف عمیم

جو مسافر ہوں ان کا سفر کر تمام
تو ہمارا ہے مالک تیرے ہم غلام